تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار　　　لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ　　　لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم　　　۸ تا ۱۴/ اکتوبر ۱۹۹۸ء　　　مدیر : حافظ عاکف سعید

تاریخ عالم کا ایک بہت بڑا المیہ!

”..... ہمیں یہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ انسان زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے۔ انسان اپنی ذات سے علم کا نہ تو منبع ہے اور نہ منتہیٰ۔ وہ صرف اللہ کی مرضی کو پورا کرنے والا، نائب یا نمائندہ ہے۔ قرآن مجید میں حضرت آدم کو ”تعلیم اسماء“ (جو علم کی بنیاد ہے) کا ذکر، ان کے زمین میں خلافت الٰہی کے منصب پر سرفراز ہونے کے تذکرہ کے بعد اور اس سیاق و سباق میں کیا ہے، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے علم کا استعمال ”خلیفہ اللہ“ کی حیثیت سے کرنے پر مامور تھے۔ علم کی تاریخ بلکہ تاریخ عالم کا یہ بہت بڑا المیہ تھا کہ انسان نے یہ فراموش کر دیا کہ وہ خالق کائنات کا نائب اور خلیفہ ہے۔ اسے اس دنیا کی امانت سپرد کی گئی تھی، مالک اور آقا بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا کہ وہ زمین کے اوپر اور اس کے اندر پائے جانے والے خزانوں کو اپنے ذاتی، قومی، نسلی اور طبقاتی مفاد کے لئے یا سیاسی برتری حاصل کرنے کے لئے استعمال کرے۔

انسانیت کی تاریخ اور علم دونوں کے لئے وہ منحوس ترین دن تھا، جب اس نے تباہی کے اس راستہ کا انتخاب کیا۔ صرف یہ احساس کہ انسان اس دنیا کا مالک ہونے کے بجائے خدا کا خلیفہ یا نائب ہے، اسے صراط مستقیم پر رکھ سکتا ہے، کیونکہ اس حقیقت کا عرفان ہی اسے من مانی کارروائی کرنے میں مانع ہو سکتا ہے“۔

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی تالیف ”کاروانِ زندگی“ سے ایک اقتباس)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

حافظ عاکف سعید

قومی سلامتی کونسل کے قیام کی تجویز —— ایک اندیشہ اِک تشویش!

چیف آف آرمی اسٹاف جنرل جہانگیر کرامت کا تہلکہ خیز بیان آج کل زبان زد خاص و عام ہے۔ جنرل کرامت نے ملکی داخلی صورتحال پر عدم اطمینان اور مقتدر سیاسی طبقات کے طرزِ عمل پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے قومی سلامتی کونسل کے قیام کی تجویز بڑے شد و مد کے ساتھ پیش کی ہے۔ جنرل کرامت کا یہ حیران کن بیان ایک ایسے موقع پر سامنے آیا ہے جب ایک جانب ان کی ریٹائرمنٹ میں صرف چند ماہ باقی ہیں اور دوسری جانب قومی اسمبلی میں شریعت بل پر بحث جاری ہے اور وزیر اعظم پاکستان شریعت بل کو منظور کروانے کے عزم بالجزم کا دو ٹوک اظہار کر چکے ہیں۔ قومی اخبارات کا صفحہ اول قومی سلامتی کونسل کی تجویز کے ردعمل میں' اس کے حق میں یا اس کے خلاف بیانات کے لئے مخصوص ہو کر رہ گیا ہے اور مختلف طبقات کی جانب سے بھانت بھانت کے بیانات سامنے آ رہے ہیں۔ ان تمام بیانات کا اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو ایک بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ مقتدر سیاسی جماعت مسلم لیگ اور اس کی حلیف سیاسی جماعتیں اس تجویز کی شدت سے مخالفت کر رہی ہیں اور حزبِ مخالف کی سیاسی پارٹیاں کھل کر یا دبے لفظوں میں اس کی تائید کرتی دکھائی دیتی ہیں جبکہ نیوٹرل (غیر جانبدار) طبقات کا ردعمل بٹا ہوا ہے۔ تاہم اس طبقے کی اکثریت اس تجویز کو جمہوری نظام کے لئے سم قاتل اور ملک و قوم کی وسیع تر مصلحت کے خلاف سمجھتی ہے ——

بہرکیف یہ امر واقعہ ہے کہ پاکستان کے موجودہ آئین میں نیشنل سیکورٹی کونسل کا نہ تو ذکر ہے اور نہ ہی فوج کا مشاورتی کردار معین ہے۔ ہاں آرٹیکل نمبر ۲۴۵ میں مسلح افواج کے کردار کا معین طور پر ذکر ملتا ہے جس کے مطابق مسلح افواج وفاقی حکومت کی ہدایات پر بیرونی جارحیت یا جنگ کے خطرے کے خلاف پاکستان کا دفاع کریں گی اور قانون کے تابع رہ کر طلب کرنے پر سول حکام کی امداد میں کام کریں گی —— جبکہ قومی سلامتی کونسل کی تشکیل کا سیدھا سا مطلب یہ ہو گا کہ ملکی انتظامی اور سیاسی معاملات میں فوج کا بھی سیاستدانوں کی طرح کا عمل دخل آئینی طور پر تسلیم کیا جائے۔ اس تناظر میں قومی سلامتی کونسل کا قیام پارلیمنٹ کے متوازی ایک ادارہ تشکیل دینے کے مترادف ہو گا جس سے ملکی داخلی خلفشار میں مزید اضافہ ہی ہو گا' اس میں کمی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

قومی سلامتی کونسل کی تجویز پر تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت پاکستان کا آفیشل ردعمل تو آئندہ دو ایک روز میں وضاحت کے ساتھ سامنے آئے گا' تاہم ہم یہاں اس خدشے کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جنرل کرامت کا یہ بیان کسی دُور رس سازش کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے۔ کوئی بعید نہیں کہ جنرل کرامت کی ڈور کہیں بہت دُور سے ہلائی جا رہی ہو۔ اگر ہمارا یہ اندیشہ درست ہے تو یہ دراصل ترکی کے طرز کا آئین تشکیل دینے کی کوشش کا ابتدائی مظہر ہے کہ جس میں فوج کو سیکولر نظام کا محافظ بنا کر اُسے ملک میں شریعت کے نفاذ اور اقدارِ دینی کے فروغ کی ہر کوشش کو بیخ و بُن سے اکھاڑنے پر آئینی طور پر مامور کر دیا جاتا ہے۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا موجودہ آئین' اسلام دشمن عالمی طاقتوں کی نگاہوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے۔ آج جبکہ پوری دنیا میں سیکولرزم کا ڈنکا بج رہا ہے کسی ملک کے دستور میں اللہ کی حاکمیت کا واشگاف اعلان اور قانون سازی کے دائرۂ کار کے ضمن میں اللہ کی کتاب اور رسول ؐ کی سنت کی حدود کا واضح الفاظ میں تعین' عالمی ابلیسی طاقتوں کو کیونکر گوارا ہو سکتا ہے —— اور اب حال ہی میں قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء بنانے کی غرض سے آئین میں مزید ترمیم کی کوشش ایسی قوتوں کے لئے ناقابل برداشت نہیں تو اور کیا ہے!!! اس سارے مسئلے کا آسان حل اُن کے نزدیک یہی ہے کہ ایسے آئین کی بساط ہی لپیٹ دی جائے۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری! وہ شاخ ہی کیوں نہ کاٹ دی جائے جس پر شریعت کی یہ بلبل چہچہانے کی جسارت کرتی ہے ؎ "کہ برگ و خس بیاد رہیم و شاخ آسیاں گم شد!" —— اور ایک نیا آئین تشکیل دیا جائے جس میں فوج کا وہی کردار معین ہو جو ترک فوج کا ہے تاکہ یہاں اسلام کا محض نام زبان پر لانا بھی "قابل دست اندازی فوج" قرار پائے۔

نفاذ شریعت کے ضمن میں جہاں میاں نواز شریف کا حالیہ اقدام لائق مبارک باد ہے وہاں ہم میاں نواز شریف کو اس امر پر دوش دیئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ انہوں نے مجوزہ شریعت بل کو ایک ایسے پیکج کی شکل دے کر کہ جس کے بعض حصے فی الواقع "متنازعہ اور محل نظر ہیں" نفاذ شریعت کے معاملے کو تاخیر و تعویق ہی میں نہیں ڈالا مشکوک بھی بنا دیا ہے۔ بکری نے دودھ بھی دیا لیکن مینگنیاں ڈال کر۔ نفاذ شریعت کے لئے آئین میں ترمیم کی وہ سفارشات جو مولانا عبدالستار نیازی اور ان کے احباب نے بہت محنت سے مرتب کی تھیں اور ان کے بالکل مشابہہ وہ سفارشات جو امیر تنظیم اسلامی اور ان کے رفقاء کار نے مدون کی تھیں' ان سب کو نظر انداز کر کے ایک ایسا آئینی ترمیمی پیکج تشکیل دیا گیا ہے جس کی تائید صرف وہی کر سکتا ہے جو اس پیکج کے عواقب و نتائج سے بے خبر ہو۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ شریعت بل ایک چھچھوندر کی طرح اسمبلی کے حلق میں پھنس کر رہ گیا ہے کہ جو اُگلے بنے نہ نگلے بنے۔ اس صورتحال کا فائدہ اٹھا کر اگر بعض طاقتوں نے پاکستان کے آئین کو تلپٹ کرنے کی کوشش کی تو صورتحال کی خرابی کے ذمہ دار افراد کی فہرست میں میاں نواز شریف کا نام بھی لازماً شامل ہو گا۔ OO

علاقائی اجتماع' حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن

17 / اکتوبر بروز ہفتہ' بعد نماز عشاء

ان شاء اللہ **جلسۂ عام** منعقد ہو گا

خصوصی خطاب : **ڈاکٹر اسرار احمد**

موضوع : **انقلابِ محمدی اور دورِ جدید کے تقاضے**

بمقام : شیرانوالہ باغ' جی ٹی روڈ' گوجرانوالہ

نوٹ: ☆ حلقہ گوجرانوالہ کے رفقاء موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
☆ اتوار کی صبح امیر محترم کے ساتھ رفقاء کی تعارفی نشست ہو گی

ایران بڑے بھائی کی حیثیت سے وسعت ظرفی کا مظاہرہ کرے

یہودی استعمار ایران اور افغانستان کو باہم دست و گریبان کر کے خونریز جنگ کرانے پر تلا ہوا ہے

دو مسلمان ممالک کے مابین لڑائی کی صورت میں ان کے مابین صلح کرانا پوری ملت اسلامیہ کا فرض ہے

صدر مملکت 'نواز شریف پر لگائے جانے والے الزامات کے حوالے سے تحقیقاتی کمیشن قائم کریں

افغانستان میں وسیع البنیاد حکومت کے قیام کی تجویز اسلام دشمن طاقتوں کی گھناؤنی چال ہے

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے ۲/ اکتوبر ۹۸ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : نعیم اختر عدنان)

حمد و ثناء' تلاوت آیات اور ادعیۂ ماثورہ کے بعد فرمایا :

اس وقت پورا عالم اسلام بالعموم اور عالم اسلام کا بالخصوص وہ حصہ جس کے بارے میں میں بارہا یہ بات عرض کر چکا ہوں کہ وہ جدید عالمی مالیاتی استعمار کے مقابلے کے لئے ایک چٹان ثابت ہو سکتا ہے یعنی افغانستان' پاکستان اور ایران پر مشتمل علاقہ' آج کل نیو ورلڈ آرڈر جو اصل میں جیو ورلڈ آرڈر ہے' کا خصوصی ہدف بنا ہوا ہے۔ چنانچہ اس وقت یہ نیا عالمی استعمار ایران اور افغانستان کو باہم دست و گریبان کر کے خونریز جنگ کرانے پر تلا ہوا ہے۔ مولانا فضل الرحمن نے اپنے ایک اخباری انٹرویو میں وہی بات' جو میں کافی عرصہ سے کہہ رہا ہوں' دہرائی ہے کہ پاکستان' ایران اور افغانستان کو "یکجان" ہو جانا چاہئے۔ ان تین ممالک کا اتحاد ہی وہ آخری چٹان ہے جو نیو ورلڈ آرڈر کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ سابقہ عالمی استعمار بنیادی طور پر عیسائی اقوام پر مشتمل تھا' جس نے ایشیاء و افریقہ کے بیشتر علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس یورپی عیسائی استعمار نے مسلمانوں کی وحدت ملی کی علامت خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کر کے مسلمانوں کو مختلف نسلی و لسانی قومیتوں میں تقسیم کر کے امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا جبکہ یورپی استعمار کے عالم اسلام پر اس آخری اور کاری وار سے پہلے ہر مسلمان خلافت عثمانیہ کی ریاست کا بین الاقوامی شہری تھا مگر یورپی استعمار نے مسلمانوں میں جاہلی عصبیت پیدا کر کے مصر' مصریوں کے لئے' شام' شامیوں کے لئے اور عراق' عراقیوں کے لئے کا نظریہ دیا۔ اس طرح امت واحدہ کی حیثیت کے حامل مسلمان مختلف قومیتوں میں منقسم ہو گئے۔ اس صورتحال پر بحث کرتے ہوئے علامہ اقبال نے ۱۹۳۰ء میں اپنے خطبات میں لکھا تھا کہ اس وقت دنیا میں ایک امت مسلمہ موجود نہیں ہے بلکہ یہ ایک نظری اور تصوراتی سی شے بن چکی ہے جس کا خارجی دنیا میں کوئی وجود نہیں ہے۔ چنانچہ اب امت واحدہ کی بجائے مسلمان تقسیم ہو کر پہلے مختلف مسلم اقوام کی شکل اختیار کر گئیں اور اب یہی مسلم اقوام نصف صد سے زائد مسلمان ممالک کی شکل میں دنیا میں موجود ہیں اور ان تمام مسلم ممالک کی الگ قومیت ہے۔

آج سے قریباً نصف صدی قبل جیسے ہی سابق یورپ کے عیسائی استعمار کی بساط دنیا سے لپٹنی شروع ہوئی' اس کے ساتھ ہی یہودی استعمار کا بستر بچھنا شروع ہو گیا جس کے نتیجے میں "آئی ایم ایف" اور ورلڈ بینک جیسے ادارے وجود میں آ گئے۔ اس وقت پورا عالم اسلام اس نئے عالمی مالیاتی استعمار کے شکنجے میں آ چکا ہے۔ خصوصاً عالم عرب تو اس استعمار کی گرفت میں جا ہی چکا ہے۔ اگر پاکستان' ایران اور افغانستان یکجان ہو جائیں تو یہ ممالک طاقتور دھارے کا روپ دھار کر نیو ورلڈ آرڈر کا مقابلہ کر سکتے ہیں مگر افغانستان اور ایران کے مابین ٹکراؤ کی فضا اپنے نقطۂ عروج پر پہنچی ہوئی نظر آتی ہے۔ ۲۸/ ستمبر کو اسلام آباد میں "اے پی سی" کی نہایت بھرپور کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں شرکت سے ظاہر ہوتا ہے کہ افغانستان اور ایران کے مابین محاذ آرائی کے حوالے سے رائے عامہ پوری طرح چوکس اور بیدار ہے۔ اس کانفرنس نے مشترکہ اعلامیہ کے طور پر بڑی لائق توجہ قرارداد منظور کی ہے مگر اس سے قبل غیر محسوس طریقے سے اس قرارداد میں ایک نامناسب چیز داخل کی جا رہی تھی۔ وہ یہ تھی کہ "افغانستان میں ایک وسیع البنیاد حکومت قائم کی جائے"۔ کانفرنس میں شریک اہل تشیع کے نمائندوں نے تو یہ بھی کہا کہ طالبان کو افغانستان کی تمام جہادی قوتوں کو اپنے ساتھ ملا کر چلنا چاہئے۔ یہ مطالبہ جو بظاہر بڑا معقول اور بے ضرر نظر آتا ہے درحقیقت اسلام دشمن طاقتوں کی گھناؤنی چال ہے جس سے مسلم ممالک کو چوکنا رہنا ہو گا۔ افغانستان کی جہادی قوتیں تو درحقیقت پہلے ہی طالبان کے ساتھ ہیں جبکہ ان قوتوں کی قیادت ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث طالبان کا ساتھ دینے کو تیار نہیں اور اس بنا پر سابقہ جہادی قیادتیں اپنی کریڈ یبلٹی کھو چکی ہیں۔ لہٰذا اب ان کی سرے سے کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ چنانچہ طالبان کی حکومت کو تسلیم نہ کرنا حقیقت سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے۔ وسیع البنیاد حکومت کے قیام کی تجویز کی سب سے پہلے جنرل (ر) حمید گل نے مخالفت کی۔ بعد ازاں تنظیم الاخوان کے امیر مولانا اکرم اعوان نے بھی اس قسم کی باتیں کیں۔ پھر میں نے اس تجویز کے خلاف زوردار انداز میں آواز بلند کی۔ پاکستان' طالبان حکومت کو باقاعدہ تسلیم کر چکا ہے لہٰذا اس سلسلے میں ہمیں کسی قسم کی پسپائی اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ اس کانفرنس کی ایک اہم بات یہ بھی تھی کہ مولانا سمیع الحق نے جرأت اور ہمت کے ساتھ "طالبان" کا کیس کانفرنس کے شرکاء کے سامنے بڑی عمدگی سے پیش کیا۔

ایران افغانستان کے مابین موجودہ محاذ آرائی کی کیفیت علاقائی مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس کے پس پردہ عالمی سازش کارفرما ہے۔ امریکی دانشور "فوکویاما" نے اپنی

کتاب "End of History" میں مغربی تہذیب و تمدن کی برتری اور فیصلہ کن فتح کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ مغرب کا جمہوری اور سرمایہ دارانہ نظام سماجی ارتقاء کی سب سے اونچی منزل پر پہنچ چکا ہے جس سے آگے کا کوئی مرحلہ نہیں ہے۔ اسی طرح سموئیل پی ہنٹنگٹن نے "Clash of Civilizations" کے عنوان سے اپنے مقالے میں لکھا ہے کہ عنقریب تہذیبوں کے درمیان تصادم ہوگا۔ بقول ہنٹنگٹن اس وقت دنیا کی اہم ترین آٹھ تہذیبیں ہیں (ماضی میں "ٹائن بی" نے دنیا کی بیس تہذیبوں کا تذکرہ کیا تھا) ہنٹنگٹن کے بقول دنیا کی پانچ تہذیبوں کو تو مغربی تہذیب آسانی سے اپنے اندر سمولے گی لیکن دو تہذیبیں مغربی تہذیب کے لئے سخت مدمقابل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان دو تہذیبوں میں سے ایک مسلمانوں کی تہذیب ہے جبکہ دوسری کنفیوشس یعنی چائنہ کی تہذیب ہے۔ مجھے ہنٹنگٹن کے اس خیال سے اتفاق نہیں ہے اس لئے کہ کنفیوشس تہذیب تو حقیقتاً مر چکی ہے۔ درحقیقت مغربی تہذیب کے اصل مدمقابل کی حیثیت اسلامی تہذیب کو حاصل ہے۔ چنانچہ اس تناظر میں ہنٹنگٹن نے اہل مغرب کو اسلامی تہذیب پر قابو پانے کے لئے دو مشورے دیئے۔ حالات بتاتے ہیں کہ ان مشوروں پر باقاعدہ عمل درآمد بھی کردیا گیا ہے۔ ہنٹنگٹن کی تجویز کے مطابق چین کو مسلمان ممالک سے دور کرنے کی پالیسی کو آگے بڑھایا جارہا ہے اس لئے کہ اگر چین کا مسلم ممالک سے گہرا اور قریبی رابطہ برقرار رہا تو مستقبل میں یہ طاقت "دو آتشہ" بن کر مغرب کے لئے بڑے خطرہ کی صورت اختیار کرسکتی ہے۔ اس لئے ایشیاء پیسفک کا نظریہ اجاگر کیا گیا کہ بحرالکاہل کے چاروں طرف آباد ممالک کا اقتصادی بلاک تشکیل دیا جائے تاکہ چین کی توجہ کو مشرق ہی کی جانب رکھا جاسکے اور وہ مغرب میں واقع مسلم ممالک کی طرف دیکھ ہی نہ سکے۔ دوسرا مشورہ ہنٹنگٹن نے یہ دیا کہ مسلمانوں کے باہمی اختلافات کو بھڑکایا جائے۔ پاکستان میں شیعہ سنی محاذ آرائی کے پیچھے بھی یہی بین الاقوامی سازش کارفرما تھی جبکہ افغانستان اور ایران کے مابین جنگ کرانا بھی اس عالمی سازش ہی کا حصہ ہے۔

خود ایران کے اندر کشاکش شروع ہو چکی ہے۔ چنانچہ راسخ العقیدہ علماء کی ایرانی معاشرے پر گرفت خاصی کمزور ہو چکی ہے۔ انقلاب ایران سے پہلے ایران کا معاشرہ "لبرل" تھا' پینے پلانے کے ساتھ ساتھ مغرب کی طرح فحاشی و عریانی کا بھی عام چلن تھا۔ اس حوالے سے فرانس اور ایران کی تہذیب میں کوئی خاص فرق نہیں تھا گویا ایران انقلاب سے قبل مغربی تہذیب میں پوری طرح رنگا ہوا تھا۔ اگرچہ انقلاب کے بعد تبدیلی آئی مگر پہلا رنگ بالکل ختم نہیں ہوسکا اور اس کے اثرات ابھی تک موجود ہیں گویا ـ "آگ بجھی ہوئی نہ جان' آگ دبی ہوئی سمجھ" والا معاملہ ہے۔ چنانچہ ایران کے موجودہ صدر خاتمی صاحب کو "لبرل" قوتوں کا نمائندہ فرد خیال کیا جاتا ہے' اسی لئے ایران امریکہ کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہتر بنا رہا ہے۔ شاتم رسولؐ سلمان رشدی کے سر کی قیمت کا اعلان واپس لے لیا گیا ہے جس کے بعد فرانس اور برطانیہ کے ساتھ ایران کے تعلقات بحال ہو چکے ہیں۔ دوسری طرف ایران کی روحانی قیادت کے سربراہ آیت اللہ خامنہ ای ہیں۔ ان دونوں طبقات کے درمیان ٹکراؤ کی کیفیت بالکل واضح نظر آرہی ہے۔ شاید اسی داخلی صورتحال سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لئے افغانستان کے ساتھ محاذ آرائی کا میدان گرم کیا جارہا ہے۔ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں ایران کی داخلی کشاکش افغانستان کے ساتھ جنگ کا سبب نہ بن جائے۔

اگرچہ یہ بات خوش آئند ہے کہ ایرانی پارلیمنٹ نے افغانستان پر حملہ نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے' لیکن دوسری طرف پاسداران انقلاب کے کمانڈر کا کہنا ہے کہ "خامنہ ای صاحب اگر حکم دیں گے تو ۴۸ گھنٹوں کے اندر اندر افغانستان کو کچل کر رکھ دیں گے"۔ ایران کے پاس تربیت یافتہ فوج ہے' اس حوالے سے افغانستان کے مقابلے میں اس کا پلڑا یقیناً بھاری ہے مگر افغان بھی کوئی معمولی لوگ نہیں ہیں' بلکہ یہ تو لوہے کے وہ چنے ہیں' جنہوں نے روس جیسی سپر طاقت کو ہزیمت سے دوچار کیا۔ افغانستان پر قبضہ برقرار رکھنا آسان کام نہیں ہے۔ ماضی میں برطانیہ نے تین مرتبہ افغانستان پر حملہ کرکے وقتی طور پر فتح حاصل کرلی تھی مگر وہ اپنے اس قبضہ کو مستقلاً برقرار نہ رکھ سکا۔ یہ بھی خیال ظاہر کیا جارہا ہے کہ ایران ہرات کے علاقہ کو اپنے زیر کنٹرول رکھنا چاہتا ہے۔ ہرات ایک ایسا علاقہ ہے جو کبھی ایران کا حصہ رہا اور کبھی افغانستان کا۔ ہرات پر ایرانی قبضے کے نتیجے میں شمالی افغانستان پر طالبان کا قبضہ ختم ہو جائے گا لیکن گمان غالب ہے کہ ایران بھی افغان علاقے پر مستقل طور پر قبضہ برقرار نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے کہ افغان قوم کی تاریخی روایت رہی ہے کہ کسی کے قبضے کو کبھی بھی برقرار نہیں رہنے دیتے۔

جن دنوں افغانستان اور روس کے مابین جنگ جاری تھی' برطانیہ کی اس وقت کی وزیراعظم مسز مارگریٹ تھیچر نے پاکستان کے دورہ کے موقع پر طورخم کی سرحد پر خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ

We learnt our leeson and Russians will soon learn their lesson.

افغان قوم کی اس روایت کے حوالے سے علامہ اقبال کے دو اشعار بڑے معرکۃ الآراء ہیں۔ علامہ لکھتے ہیں :

آسیا یک پیکر آب و گل است
ملت افغاں در آں پیکر دل است
در کشاد او کشاد آسیا
در فساد او فساد آسیا

گویا افغانستان میں اگر امن و امان ہوگا تو پورے ایشیا میں امن کا دور دورہ ہوگا لیکن اس کے برعکس اگر افغانستان میں فساد کی کیفیت ہو تو پورا ایشیا اس کی لپیٹ میں آ جائے گا۔

سورۂ حجرات میں وارد شدہ قرآنی حکم کا تقاضا ہے کہ اگر دو مسلمان بھائی آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرانا مسلمانوں کا فرض ہے۔ اسی طرح دو مسلمان ممالک کے مابین لڑائی ہو جائے تو پوری امت کا فرض ہے کہ ان کے مابین صلح کرائے' غیر جانبداری کا رویہ جائز نہیں ہے۔ البتہ کوئی فریق اگر صلح پر آمادہ نہ ہو تو اب اس کی جنگ گویا پوری ملت اسلامیہ کے ساتھ ہے۔ ایسی صورت میں پوری ملت کو اس فریق سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دو مسلمان بھائیوں کا معاملہ ہو کہ دو مسلمان ممالک کا' ان کے مابین صلح کروانے کو "امراللہ" قرار دیا گیا ہے۔ ان آیات کے نزول کے وقت بالفعل ایک امت موجود تھی جب کہ اس وقت عالم واقعہ میں ایک امت موجود نہیں ہے لہٰذا اس وقت ایران سے اپیل تو کی جاسکتی ہے لیکن اسے صلح پر مجبور کرنے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

اسلامی سربراہی کانفرنس (OIC) کے نام سے مسلمانوں کا ایک ادارہ اس معاملے میں کسی قدر کردار ادا کرسکتا تھا لیکن بدقسمتی سے اس کا موجودہ چیئرمین ایران خود "فریق" ہے۔ افغانستان اور ایران کے مابین صلح کرانے میں پاکستان سرگرمی کے ساتھ کوشاں ہے کہ ہمارا دونوں ممالک سے گہرا اور قریبی رابطہ ہے۔ لیکن طرفہ تماشا یہ ہے کہ ایران نے پاکستان کو بھی "فریق" قرار دے دیا ہے۔ چنانچہ ایران میں پاکستان کے خلاف نہ صرف نعرے لگائے جا رہے ہیں بلکہ افغانستان سے بھی پہلے پاکستان کی خبر لینے کی باتیں بھی سامنے آرہی ہیں۔ یہ بھی کہا جارہا ہے کہ طالبان پاکستان کے کھونٹے پر ناچ رہے ہیں۔

ان حالات میں دونوں ممالک کے درمیان ثالثی کا رول ادا کرنا تو ممکن نہیں رہا البتہ ایران سے بڑے بھائی کی حیثیت سے اپیل کی جائے کہ پاکستان' افغانستان اور ایران ہی وہ تین ملک ہیں جو یہودی امپیریلزم کے چڑھتے ہوئے طوفان کے آگے بند باندھ سکتے ہیں اور آخری چٹان بن کر کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اگر یہ تینوں ممالک متحد نہ ہوئے تو یہودی استعمار ایک ایک کرکے ان کو تباہ و برباد کرکے رکھ دے گا۔ اسلام کے عالمی غلبہ کے حوالے سے احادیث نبویہؐ

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

نفاذِ شریعت کے اعلان کے بعد سربراہِ حکومت کے ہاتھ صاف ہونے چاہئیں

میاں صاحب! دامن کا داغ بے تدبیری سے دھونے کی کوشش میں کہیں پورے دامن پر نہ پھیل جائے

کرپشن کے الزامات پر نواز شریف اور بے نظیر دونوں کا ردعمل حیران کن حد تک مماثل ہے

آبزرور رپورٹ کے بارے میں مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ

برطانیہ کے ممتاز اخبار "آبزرور" نے پاکستان کی ایف آئی اے کی رپورٹ کے حوالے سے دعویٰ کیا ہے کہ وزیراعظم پاکستان میاں نواز شریف نے بیرون ملک ذاتی بینک اکاؤنٹس میں کرڑوں پاؤنڈز کی دولت جمع کر رکھی ہے اور وہ لندن میں قیمتی جائیداد کے مالک ہیں۔ "آبزرور" کے نمائندوں پال فیریلی اور جوناتھن کیلوات نے لکھا ہے کہ ایف آئی اے کی دو سو صفحات پر مشتمل رپورٹ گزشتہ ہفتے صدر رفیق تارڑ کو پیش کر دی گئی ہے۔ یہ رپورٹ ایف آئی اے کے معطل شدہ آفیسر رحمان ملک کے حوالہ سے شائع کی گئی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق نواز شریف فیملی کے لندن کے اثاثوں میں مبینہ طور پر چار "مے فیئر" کے فلیٹ بھی شامل ہیں جن کی مالیت تیس لاکھ پونڈز ہے مگر تحقیقات کرنے والوں نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ ٹیکس حکام پر کبھی ظاہر نہیں کئے گئے۔ اس کے علاوہ سات کروڑ ڈالر کا بھی پتہ چلا ہے جو میاں فیملی کے مختلف اکاؤنٹس اور کمپنیوں کے نام پر ہیں۔

آبزرور کے مطابق خیال کیا جاتا ہے کہ ستمبر کے آغاز میں آرمی چیف جنرل جہانگیر کرامت مارشل لاء کے نفاذ کا ارادہ رکھتے تھے۔ انہیں بھی ایک رپورٹ ارسال کی گئی تھی۔ ایف آئی اے نے پانچ سال کی تحقیقات کے بعد رپورٹ تیار کی ہے۔ تحقیقات کا محور شریف فیملی کی اتفاق گروپ آف کمپنیز کو بنایا گیا جس میں ۱۹۹۰ء سے لے کر ۱۹۹۳ء تک حیرت انگیز وسعت پیدا ہوئی۔ جب نواز شریف برسراقتدار تھے۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا کہ اتفاق گروپ نے بینکوں سے اربوں روپے کے قرضے لئے جو کبھی واپس نہیں کئے گئے۔ فیملی کے نام پر سوئیزرلینڈ میں آٹھ کروڑ ڈالر جمع ہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ شریف فیملی کی بزنس ایمپائر سوئٹزرلینڈ' واشنگٹن' برٹش ورجن آئی لینڈ' سعودی عرب اور کویت تک پھیلی ہوئی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں ان کے اور ان کے چھ بھائیوں کے پچاس کروڑ پاؤنڈ سے زیادہ کے اثاثے ہیں۔ رائیونڈ میں شریف فیملی کا محل ایسا ہے جس کے متعلق سعودی شیخ بھی صرف خواب ہی دیکھ سکتے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اتفاق گروپ کے متعلق تحقیقات کا حکم نگران وزیراعظم معین قریشی نے ۱۹۹۳ء میں دیا تھا۔ بے نظیر بھٹو کے دوبارہ برسراقتدار آنے کے بعد ایف آئی اے نے شریف فیملی کے خلاف متعدد مقدمات دائر کئے جس کے نتیجہ میں وزیراعظم کے والد میاں شریف گرفتار بھی ہوئے تھے۔ لیکن بے نظیر کی معزولی کے بعد رحمان ملک کو گرفتار کر لیا گیا اور انہیں ایک سال تک قید تنہائی میں رکھا گیا اور نومبر ۱۹۹۷ء میں آبزرور نے واقعات کی تفصیل لکھتے ہوئے کہا ہے کہ ہائی کورٹ کے حکم پر انہیں رہا کیا گیا۔ رحمان ملک ابھی تک معطل ہیں۔ گزشتہ جون کی ایک گرم شام کو اسلام آباد کی ایک سڑک پر ایک سفید ٹویاٹا کرولا حرکت میں آئی۔ اس کے پہیوں کی آواز سے راہ گیر چونک گئے۔ پاکستان پولیس کا دوسرا سب سے بڑا پولیس کا آفیسر رحمان ملک ابھی اپنے گھر سے نکلا ہی تھا اس نے مڑ کر دیکھا تو کار کی کھڑکی میں اسے کلاشنکوف نظر آئی وہ فوراً جھک گیا اور گولیاں سڑک کے آرپار نکل گئیں جبکہ ایک گولی اس کے جوتے میں لگی۔ ذرائع کے مطابق جب رحمان ملک نے وزارت داخلہ کو آگاہ کیا کہ قاتلانہ حملے کی مکمل تحقیقات کرائی جائیں تو انہیں بتایا گیا کہ یہ معمولی معاملہ ہے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ حملہ وزیراعظم نواز شریف کے ایماء پر کیا گیا تھا۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ اتفاق گروپ نے کس طرح ۷۴ لاکھ پاؤنڈ بینک آف اومان میں منتقل کئے تھے۔ یہ تھا اس رپورٹ کا مختصر ترین خلاصہ جو ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رپورٹ نے حسب توقع ملک میں ایک بڑا ہنگامہ برپا کر دیا ہے۔

پاکستان پیپلزپارٹی نے حزب اختلاف کی دوسری چھوٹی جماعتوں کے ساتھ مل کر ان الزامات کو بنیاد بنا کر وزیراعظم کے خلاف ایک باقاعدہ مہم شروع کر دی ہے۔ اور اس کی جانب سے اخبارات کو وہ تمام دستاویزات مہیا کر دی گئی ہیں جن کی بنیاد پر وزیراعظم پر الزامات لگائے گئے ہیں۔ خلیج ٹائمز نے لکھا ہے کہ پیپلزپارٹی اور اس کی قیادت کو جو گزشتہ ڈیڑھ سال سے احتساب بیورو کی شدید زد میں آئی ہوئی تھی' برطانوی روزنامے کی اس رپورٹ نے نیا حوصلہ اور نیا اعتماد دیا ہے۔ ایک ایجنسی کے مطابق برطانوی اخبار کی رپورٹ کم از کم ایک دن کے لئے تمام بین الاقوامی ذرائع ابلاغ پر چھائی رہی۔ بی بی سی' وائس آف امریکہ' وائس آف جرمنی' ریڈیو تہران اور آل انڈیا ریڈیو نے تبصرے نشر کئے۔ سابق وزیر داخلہ نصیراللہ بابر نے کہا ہے کہ ان کے دور میں ان مبینہ بدعنوانیوں کے حوالہ سے چالان عدالتوں میں پیش کئے گئے تھے لیکن اس وقت کے جسٹس رفیق تارڑ اور جسٹس افضل لون نے انہیں بچا لیا تھا اور میرٹ پر فیصلہ کرنے کی بجائے محض بینکنگ ٹریبونلز کو متوازی عدالتیں قرار دے کر ساری کارروائی رکوا دی تھی' اور وہ ابھی تک لاہور ہائی کورٹ کے ایک حکم امتناعی پر ہی گزارہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سٹیٹ بینک کی تازہ ترین رپورٹ کے مطابق اتفاق فونڈری نادہندگان کی فہرست میں چوتھے نمبر پر ہے۔ نصیراللہ بابر نے یہ انکشاف بھی کیا کہ رحمان ملک نے کہا ہے کہ اسے وعدہ معاف گواہ بننے کی ترغیب دی گئی پھر انہیں احتساب بیورو میں دوسری اہم ترین پوزیشن کی پیشکش کی گئی لیکن اس کے انکار پر اس کے خلاف جھوٹے مقدمات بنائے گئے۔

بالآخر سپریم کورٹ نے اس کی ضمانت منظور کی۔ نصیراللہ بابر نے کہا کہ حکمرانوں کے خلاف مقدمات غیر جانبدار عدالتوں میں چلنے چاہئیں اور اب جبکہ دستاویزی ثبوت اور حقائق سامنے آچکے ہیں نواز شریف کے خلاف مقدمات اپنے منطقی انجام تک پہنچنے چاہئیں۔

دوسری جانب صدر تارڑ نے وزیراعظم کے اثاثوں کے بارے میں "آبزرور" کی رپورٹ پر کوئی تبصرہ کرنے سے انکار کردیا ہے۔ ایوان صدر کے ذرائع نے یہ اطلاع بھی دی ہے کہ رپورٹ کو داخل دفتر کردیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مرکزی اور صوبائی وزرا گلا پھاڑ پھاڑ کر وزیراعظم کی پاکدامنی کی قسمیں کھا رہے ہیں۔ اگر انتہائی غیر جانبداری سے جائزہ لیا جائے تو زرداری کی بمعہ اہلیہ اور نواز شریف کی بمع اہل و عیال کرپشن اور اس کرپشن کے طشت ازبام ہونے پر دونوں کے رد عمل میں حیران کن حد تک مماثلت پائی جاتی ہے۔ دونوں کی کرپشن کا انکشاف غیر ملکی ذرائع ابلاغ نے کیا۔ دونوں کی بوکھلاہٹ ان انکشافات پر دیدنی تھی۔ دونوں کو جب یہ مشورہ دیا گیا کہ وہ ان الزامات کی تحقیقات کے لئے کوئی خصوصی ٹریبونل قائم کریں تو دونوں نے خود یا ان کے قریبی ساتھیوں نے جواب دیا کہ جب ملک میں عام عدالتیں موجود ہیں تو خصوصی ٹریبونل کی کیا ضرورت ہے۔ دونوں نے الزامات عائد کرنے والے اخبارات کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا اعلان بڑے زور شور سے کیا لیکن نہ بے نظیر نیویارک ٹائمز کے خلاف عدالت میں گئیں، نہ میاں نواز شریف کے اب تک طرزِ عمل سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ اخبار کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں گے۔ دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف اس مسئلہ پر اسمبلی میں ہنگامہ کرادیا۔ دونوں اس معاملے میں عوام کو مطمئن کرنے میں ناکام رہے۔ دونوں نے خبر کی اشاعت کا ذمہ دار ایک دوسرے کو ٹھہرایا۔ دونوں جن دو افراد کے ہاتھوں بے نقاب ہوئے ان کے ناموں میں "رحمان" کا لفظ مشترک ہے۔

وزیراعظم نواز شریف کا یہ اخلاقی، سیاسی اور قانونی فرض تھا کہ وہ اندرونِ ملک ان الزامات کی تحقیقات کے لئے غیر جانبدار افراد پر مشتمل کسی خصوصی ٹریبونل کے سامنے اپنی صفائی پیش کرتے یا پارلیمنٹ کی کوئی مشترکہ کمیٹی ان الزامات کا جائزہ لیتی اور میاں صاحب اس میں اپنی صفائی پیش کرتے اور بیرون ملک اس اخبار کے خلاف فوری طور پر وہاں کی عدالت میں قانونی کارروائی کرتے اور یہ کام انتہائی تیزی سے ہوتا تاکہ شک و شبہات رفع ہو سکتے۔ علاوہ ازیں قومی اسمبلی اور سینٹ میں ان الزامات کی صحت پر بحث کے لئے حکومت فوری طور پر ممبران کو کھلا وقت دیتی تاکہ بھڑاس بھی نکل جاتی اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی بھی ہو جاتا، جس سے یقیناً عوام پر مثبت اثرات مرتب ہوتے۔ یہ سب کچھ ۲۸/۱ اگست ۱۹۹۸ء، جس روز قرآن اور سنت کو ملک کا سپریم لاء بنانے کا بل پیش کیا گیا کے بعد از حد لازمی ہو گیا تھا، اس لئے کہ اس کے بعد میاں صاحب کی پہچان ایک مثالی اسلامی فلاحی جمہوری حکومت کے سربراہ کے طور پر ہونی چاہئے تھی۔ ایسے شخص کا دامن نہ صرف اُجلا ہونا چاہئے بلکہ اس کا اُجلا ہونا لوگوں پر ثابت بھی ہونا چاہئے۔ حضرت عمرؓ کے کُرتے پر اعتراض کرنے والے صحابیؓ یقیناً جانتے ہوں گے کہ اس معاملے میں کوئی بے قاعدگی نہیں ہوئی ہوگی اور حضرت عمرؓ بھی جانتے تھے کہ اگر میں صرف اتنا کہہ دوں کہ کرتا بنانے میں میں نے کوئی بے قاعدگی نہیں کی تو میری اتنی بات پر بھی لوگ مطمئن ہو جائیں گے لیکن پھر بھی گواہی اور ثبوت فراہم کیا گیا اور اس ثبوت کو اعتراض کرنے والے صحابی نے باآواز بلند تسلیم کیا۔ میاں صاحب معاشرے میں رواج پا جانے والے ظلم و ستم پر اپنے کڑھنے اور بے بس ہونے کا سرعام اظہار کرتے رہتے ہیں اور آئین کی دفعہ ۲۳۹ میں ترمیم شاید اسی لئے انہوں نے شریعت بل کا حصہ بنا دی ہے۔ لیکن انہیں انگریزی کا یہ محاورہ نہیں بھولنا چاہئے کہ اقتدار اور اختیار سے کرپشن پیدا ہوتی ہے اور مکمل اقتدار و اختیار مکمل کرپشن کو جنم دیتی ہے۔ ہم میاں صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی صفائی پیش کریں، ایسی صفائی جسے کم از کم عوام کی اکثریت قبول کرے وگرنہ لوگ ان باتوں پر مطمئن نہیں ہوں گے کہ رحمان ملک ایک بھگوڑا ہے اور یہ کہ میں ایسے لغو الزامات کی صفائی دینے میں اپنا وقت ضائع نہیں کر سکتا وغیرہ۔ دامن کا یہ داغ یقیناً دھلنا چاہئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدر مملکت، وزیراعظم اور وفاقی وزیر مذہبی امور کے نام کھلا خط

قادیانیت نوازی اور اسلام دشمنی کی بدترین مثال

بخدمت جناب صدر پاکستان، وزیراعظم پاکستان، وفاقی وزیر مذہبی امور

السلام علیکم! حکومت پاکستان نے احتساب کے نام پر جو احتساب سیل بنایا ہے اس نے کیسوں کی سماعت کے لئے غیر سرکاری وکلاء کا ایک پینل بنایا ہے۔ اس میں متعصب، جنونی، قادیانی مجیب الرحمٰن ایڈووکیٹ راولپنڈی کو بھی لے لیا گیا ہے۔

☆ مجیب الرحمٰن قادیانی نہ صرف قادیانی ہے بلکہ قادیانی جماعت کا سرکاری وکیل ہے۔ وفاقی شرعی عدالت، چاروں ہائی کورٹس اور سپریم کورٹ میں قادیانی جماعت کے کیسوں کی یہی پیروی کرتا ہے۔ آنجہانی ظفراللہ قادیانی کے بعد اس مجیب الرحمٰن کو قادیانی جماعت کا نفس ناطقہ سمجھا جاتا ہے۔

☆ یہ پہلے صرف قادیانی جماعت کا سرکاری وکیل تھا اب حکومت پاکستان کا بھی سرکاری وکیل ہے۔ حکومت سے ایک ایک کیس کے لاکھوں روپے لے کر یہ قادیانیت کی تبلیغ پر خرچ کرے گا۔ گویا اب قادیانیت کو آب و دانہ سرکاری خزانہ سے دیا جائے گا۔

☆ گمان یہ ہے کہ میاں محمد نواز شریف وزیراعظم صاحب کے ذاتی معالج قادیانی بریگیڈیئر عظمت رشید قادیانی نے میاں صاحب کے ذریعہ یا ان سے تعلقات کا فائدہ اٹھا کر احتساب سیل پر اثر و رسوخ استعمال کرکے یہ ڈرامہ اسٹیج کیا ہے۔

☆ وفاقی شرعی عدالت نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی دھوکہ باز، جھوٹا اور بددیانت تھا۔ اب اس بددیانت دھوکے باز کے پیروکار سے احتساب کرایا جا رہا ہے

بریں عقل و دانش بباید گریست

کیا صدر مملکت، وزیراعظم، وزیر قانون، وفاقی وزیر مذہبی امور و کارپردازان احتساب سیل، حکومت کے بدترین قادیانیت نوازی کے اس اقدام پر توجہ فرما کر مداوا کی کوشش فرمائیں گے۔ والسلام

رابطہ سیکرٹری: (مولانا) اللہ وسایا

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان فون: 514122

قرآن و سنت کی تنفیذ کے لئے آئین میں تجویز کردہ طریقہ کار ہی اختیار کرنا چاہئے

ہم نے نفاذ شریعت کے لئے بہت محنت کی لیکن مجوزہ شریعت بل کو مرتب کرنے میں ہمارا کوئی دخل نہیں

ملک اسلام کے نام پر بنایا گیا ہے تو یہاں کتاب و سنت کی بالادستی بہر صورت قائم ہونی چاہئے

صدر مملکت کو سزائے موت کی معطلی کا اختیار غیر اسلامی ہے؟

ہفت روزہ "زندگی" بابت ۱۳ تا ۱۹ ستمبر ۹۸ء میں شائع شدہ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کا انٹرویو

☆ عام تاثر تو یہ ہے کہ موجودہ شریعت بل کے پیچھے آپ کا بھی رول ہے لیکن اب آپ اس پر تحفظات کا اظہار کر رہے ہیں؟

○ آپ کی یہ بات درست ہے کہ پاکستان کے دستور میں سے وہ رخنے ختم کرنا' جن کی وجہ سے اسلامی دفعات اس میں موجود ہوتے ہوئے بھی غیر مؤثر ہو گئی ہیں' اس کے لئے تو میری جدوجہد ہوئی ہے' بہت ہوئی ہے۔ میں نے بڑی محنت کی ہے۔ گزشتہ ڈیڑھ سال سے ہم اس کے لئے محنت کر رہے ہیں لیکن اب یہ بل جس شکل میں آیا ہے اس شکل کے بننے میں میرا کوئی عمل دخل یا مشورہ شامل نہیں ہے۔

☆ آپ کا اصل اعتراض؟

○ اس کے دو حصے ہیں' ایک یہ ہے کہ انہوں نے اس میں 2(A) کے بعد (B) کا اضافہ کیا ہے۔ ہم اس سے متفق ہیں۔ اس سلسلے میں بھی میری رائے یہ ہے کہ 227 کو بھی اس کے ساتھ موزوں کیا جائے جس میں یہ لکھا ہے کہ قرآن سنت کے منافی کوئی قانون سازی نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ 2(B) ہی کا منطقی نتیجہ ہے اس لئے اسے اس کے ساتھ ہی لگا دیا جائے۔ اس کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل کی کوئی ضرورت نہیں رہتی اسے ختم کر دیا جائے۔ اس کے بعد دوسری بات یہ ہے کہ قرآن و سنت کی تنفیذ کا جو طریق کار آئین میں دیا گیا ہے اسے ہی اختیار کیا جانا چاہئے یعنی قانون سازی تو پارلیمنٹ کرے گی جیسے وہ کہتے ہیں کہ نیکی کا حکم کرنا ہے' بدی سے روکنا ہے۔ ماشاء اللہ ضرور کیجئے لیکن جو بھی حکم جاری کیجئے وہ قانون سازی کے ذریعے لائیے' Directives مت بنائیے۔ اب اس قانون میں اگر کسی کا یہ خیال ہو کہ قرآن و سنت سے تجاوز ہو گیا ہے اس کے لئے فیڈرل شریعت کورٹ ہے۔ اگر فیڈرل شریعت کورٹ اعتراض نہیں کرتی تو وہ قانون بن جائے گا۔ اس سلسلے میں ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ فیڈرل شریعت کورٹ کی Jurisdiction پر جو Limitations ہیں وہ ختم کر دی جائیں جیسے آئین پاکستان اس سے ماوراء ہے یا جیسے Judicial Procedural Law اس سے ماوراء ہے یا Family Law اس سے ماوراء ہیں' ان سب کو ختم کر دیا جائے تبھی قرآن و سنت سپریم لاء بن سکتے ہیں۔

☆ ڈاکٹر صاحب! ذرا ٹھہرئیے' جو بات آپ کہہ رہے ہیں اس سے اس مملکت کے لئے ایک سو ایک مسائل پیدا ہو جائیں گے۔

○ ایک سو ایک مسائل پیدا ہوئے ہوں یا ایک ہزار ایک۔ سوال یہ ہے کہ میں اور آپ مسلمان ہیں اور یہ ملک اسلام کے نام پر بنایا گیا ہے تو یہاں کتاب و سنت کی بالادستی بہر صورت ہونی چاہئے۔ اس سلسلے میں ایک ہزار ایک مسائل آتے ہیں یا ایک لاکھ ایک' ہمیں ان کی کوئی پروا نہیں۔ مسائل تو ہمیں قیام پاکستان کے وقت بھی تھے لیکن ہم نے ان کی بھی کوئی پروا نہیں کی' پاکستان بنا کر دم لیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے وقار کا' ہماری آزادی کا تقاضا تھا۔ اسی طریقے سے پاکستان کی وجہ قیام اور وجہ جواز کے لئے بھی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ اس وقت میرے نزدیک کوئی ایک مسئلہ بھی پیدا نہیں ہو رہا۔ یہ تو ایک ارتقائی عمل ہے کہ جس قانون کو بھی چاہے وہ موجود ہے یا آئندہ وجود میں آئے گا' جس کے بارے میں بھی یہ خیال ہو کہ یہ قرآن و سنت کے خلاف ہے آپ شریعت کورٹ میں جا کر اپنا نقطہ نظر ثابت کر دیتے ہیں تو ظاہر بات ہے وہ قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ صادر کر دیں گے۔

☆ پھر سپریم حیثیت تو ان کی ہو گی حالانکہ کسی بھی ملک میں سپریم لاء تو اس ملک کا آئین ہوتا ہے؟

○ میرے نزدیک یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ آئین یہ طے کرتا ہے کہ یہاں الیکشن کیسے ہوں گے یہاں پارلیمانی نظام ہو گا یا کوئی دوسرا' صوبائی اختیارات کیا کیا ہوں گے وغیرہ' جبکہ قرآن و سنت ان باتوں سے کوئی بحث ہی نہیں کرتے۔ قرآن و سنت کا اس سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے کہ آپ پارلیمانی نظام رکھیں جیسا کہ ہے یا آپ صدارتی نظام لے آئیں جیسا کہ بہت سے لوگوں کا خیال ہے۔ میرا بھی خیال ہے کہ وہ موزوں ہے۔ قرآن ہم پر یہ لازم نہیں کرتا۔ آپ وحدانی نظام لے آئیں جس میں سارا ملک ایک ہی صوبہ ہو یا یہ چار صوبے ہی رکھیں یا دس صوبے بنا دیں' اسلام کو اس سے کوئی بحث نہیں ہے۔

☆ اب تو آپ یہ فرما رہے ہیں لیکن قرآن و سنت کے سپریم لاء بننے کے بعد سب سے پہلے آپ ہی نے یہ رٹ دائر کرنی ہے کہ موجودہ پارلیمانی نظام غیر اسلامی ہے یہاں نظام خلافت رائج ہونا چاہئے؟

○ بھئی نظام خلافت بھی تو یہی ہے۔ کسی بھی دستور میں' جو جمہوری ہو' اگر اس میں یہ طے کر دیا جائے کہ حاکمیت اللہ کی ہے جو قرار داد مقاصد میں ہمارے ہاں طے ہو چکی ہے اور یہ کہ یہاں قرآن و سنت کے منافی کوئی قانون نہیں بنایا جا سکے گا۔ یہی تو نظام خلافت ہے اور کونسا نظام خلافت ہے۔

☆ یہ بات تو پہلے ہی ہمارے آئین میں موجود ہے؟

○ موجود نہیں ہے۔ یہ صرف ہمارے ہاں لکھا ہوا ہے' عمل نہیں ہو رہا۔ دیکھئے دفعہ 227 میں لکھا گیا ہے کہ یہاں قرآن و سنت کے منافی کوئی قانون سازی نہیں ہو سکتی لیکن اسے اسلامی نظریاتی کونسل کے ساتھ

"ٹائی اپ" کر دیا گیا ہے کہ اس پر عمل صرف اس صورت میں ہو گا جب اسلامی نظریاتی کونسل سال بہ سال اس پر مبنی سفارشات پیش کرتی رہے گی۔ اس کے آگے کوئی ضمانت نہیں ہے کہ اس پر عمل ہو تا بھی ہے یا نہیں۔ میں مانتا ہوں کہ دفعہ موجود ہے لیکن وہ مؤثر نہیں ہے۔ اسی طرح شریعت کورٹ پر پابندیاں لگادی گئی ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ پابندیاں ہٹ جائیں اور وہ دفعہ موثر ہو جائے تو بس یہ نظام خلافت ہو جائے گا۔

☆ یہ پابندیاں ہٹانے سے اگر دوسرے پیچیدہ مسائل پیدا ہو جائیں تو.....؟

○ مجھے آپ بتائیں کہ کون سے مسائل پیدا ہوں گے؟

☆ بہت سے مسائل جن میں ٹکراؤ پیدا ہو گا مثلاً فیملی لاز پر ہی خاصا خلفشار ہو گا۔ قرآن وسنت کی تاویلات میں بہت سی آراء اور احادیث میں اختلافات ہیں؟

○ ہزار اختلاف ہوں آخر ان پر بات ہو سکتی ہے' کہیں کچھ طے تو ہو جائے گا نا! اگر کوئی کہے کہ آئین میں پارلیمانی نظام قرآن وسنت کے منافی ہے۔ اس طرح سے اس کے کہہ دینے سے تو کچھ نہیں ہو جائے گا' اسے یہ بات فیڈرل شریعت کورٹ میں ثابت کرنا پڑے گی اور وہ اسے وہاں ثابت نہیں کر سکے گا اس لئے کہ قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ نے ان باتوں کو نہ لازم قرار دیا ہے نہ حرام کیا ہے' یہ تو مباح ہے۔ اب ہم پانی پی رہے ہیں یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ہم اس کی بجائے کوئی اور مشروب ہی لیتے' بس شراب نہیں پی سکتے باقی ہم سیون اپ پئیں یا کوئی اور مشروب یہ سب مباح ہیں۔

☆ اس سے تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس ملک میں موجودہ سسٹم قائم رہے گا' پارلیمانی نظام کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ پارلیمنٹ اور دیگر تمام ادارے بھی بمطابق آئین اپنا کام کرتے رہیں گے؟

○ اِلا یہ کہ اس ملک کے عوام اسے بدلنا چاہیں وہ اسے پارلیمانی سے صدارتی کرنا چاہیں' اگر وہ صوبوں کو اس ملک کے اندر ختم کرنا چاہیں تو صوبہ کوئی نہیں ہو گا۔

☆ یہ سب تو پہلے ہی چل رہا ہے۔ آئین میں ترمیم کا جو طریق کار ہے اسے اختیار کیا جائے گا یہ تو بے ضرر اور آئینی بات ہے؟

○ آپ کی یہ بات بالکل صحیح ہے۔ ہمارے اس وقت کے آئین میں کوئی دفعہ خلاف اسلام نہیں ہے۔ سوائے دو کے' ایک دفعہ 45 میں صدر مملکت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر کسی کو قتل کے مقدمے میں سزائے موت ہو گئی ہو اور سپریم کورٹ اس کی اپیل کو مسترد کر دے تب بھی صدر مملکت اس کو معاف کر سکتے ہیں۔ یہ خلاف اسلام ہے۔ اسی طریقے سے شریعت کورٹ کے اوپر جو پابندیاں ہیں وہ خلاف اسلام ہیں۔ اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ شریعت کی بعض چیزوں پر پابندی رکھنا چاہتے ہیں۔

☆ اس سلسلے میں دیکھنا پڑتا ہے کہ کہیں سسٹم Flop نہ ہو جائے؟ جس طرح ہمارا موجودہ بینکنگ سسٹم ہے.....؟

○ بینکنگ سسٹم تو Flop ہو چکا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ فیڈرل شریعت کورٹ کا یہ فیصلہ ہے کہ سود حرام ہے۔ Bank Interest وہی رہا ہے جو حرام ہے۔ حکومت نے اس کے خلاف اپیل کی ہوئی ہے لیکن اب خود انہوں نے راجہ ظفرالحق صاحب کی سرکردگی میں جو نظام بنایا ہے میں کہتا ہوں کہ اس کو نافذ کر دیں۔

☆ سود پر تو علیحدہ نشست رکھی جائے گی۔ اس وقت آپ سے سوال یہ ہے کہ جب آئین میں پہلے ہی تمام مطلوبہ اسلامی دفعات موجود ہیں تو اب موجود سپریم لاء بنانے سے کیا چینج آئے گی؟

○ اصل چینج یہ ہے کہ سپریم لاء کو کہیں بھی چیلنج نہیں کیا جا سکے گا جیسا کہ نسیم حسن شاہ نے دفعہ 2A کو ختم کر دیا تھا۔ جب یہ لفظ آجائیں گے تو پھر وہ ایک دفعہ نہیں رہے گی وہ پورے دستور پر حاوی ہو جائے گی۔

☆ کیا آپ کو وہ خلفشار نظر نہیں آرہا جو سوسائٹی میں اس سے پیدا ہو جائے گا؟

○ ہمارے ہاں بہت سے لوگ ہیں جو ایسی باتیں کہتے ہیں۔ اب یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ شریعت میں جو "منکر" ہیں ہم انہیں ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اب یہ کریں گے اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ منکر نہیں ہے بے حیائی منکر نہیں ہے' ان کے پاس Arguement تو ہو گا بحثیں بھی ہوں گی مثلاً یہ کہ وہ ضروری ہے یا نہیں ہے اس پر بھی Arguement ہو گا۔ بہت سے لوگوں کے نزدیک ٹیلی ویژن حرام ہے لیکن انہیں اسے ثابت کرنا پڑے گا۔ عدالت میں ثبوت پیش کرنے ہوں گے۔

☆ عدالت میں کون لوگ بیٹھے ہیں وہ بھی تو اسی سوسائٹی کا حصہ ہوں گے۔ جب علماء میں تاویلات کا اتنا زیادہ اختلاف ہے تو ججوں میں بھی ہو گا؟

○ وہاں جج بھی ہوں گے اور علماء بھی ہوں گے۔ جیسا کہ عام معاملات میں لوگوں میں اختلافات ہوتے ہیں۔ ججوں میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ اب بھٹو کو چار ججوں نے پھانسی دی جبکہ تین مخالفت کر رہے تھے۔ اسی طریقے سے اختلاف بھی ہو گا لیکن کورٹ ایک وحدت شمار ہو گی۔ کورٹ کے فیصلے پر عمل ہو گا۔

☆ مجھے تو ایسی صورت نظر آرہی ہے کہ کورٹس میں نیچے سے لے کر اوپر تک عجیب وغریب اور باہم متضاد فیصلے ہو رہے ہیں۔ قانون کے اختلافات فیصلوں میں بھی تو جھلکتے ہیں۔

○ یہ اصل میں اس وقت شکل بنی تھی جب ضیاء الحق نے پہلی مرتبہ اسلام نافذ کرنا چاہا تھا۔ انہوں نے تمام کورٹس کو یہ اختیار دے دیا تھا۔ بعد میں جب معلوم ہوا کہ ایک ہی قسم کے مقدمے میں دو عدالتیں مختلف فیصلے دے رہی ہیں تو پھر یہ فیصلہ ہوا کہ صرف ہائی کورٹ کے ساتھ یہ معاملہ رکھ دیتے ہیں لیکن ماتحت عدالتوں کو تشریح کرنے کا حق نہیں ہو گا۔ ہائی کورٹ کے ساتھ شریعت بنچ بنا دیئے جائیں گے پھر آخر کار یہ طے ہوا کہ ایک فیڈرل شریعت کورٹ ہو گی اور اس میں علماء کو بھی ججوں کی حیثیت سے شامل کیا جائے گا۔ This is thefinal position اس کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ کے شریعت اپیل بنچ میں اپیل ہو سکتی ہے۔ اس پر جو فیصلہ ہو گا اسے قبول کرنا ہو گا۔ جبکہ نظریاتی کونسل کے کسی فیصلے پر عملدرآمد کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔

☆ کیا آپ یہ نہیں دیکھتے کہ یہ ترمیم آنے سے فرقہ پرستی مزید بڑھ جائے گی بلکہ فرقوں کو ایک باضابطہ مسلمہ سرکاری حیثیت حاصل ہو جائے گی' سابقہ مثالیں بھی ہمارے سامنے ہیں؟

○ نہیں ایسا کوئی خدشہ نہیں ہے۔ ایسا فیصلہ صرف پرسنل لاء میں ہو گا۔ اس میں کوئی فرقہ بندی نہیں ہو گی۔ عدالتیں ہر ایک کے پرسنل لاء کے مطابق فیصلے دیں گی۔ پرسنل لاء میں متعلقہ فقہ تسلیم ہو گی۔

☆ اس طرح بالفعل فرقہ بندی کو ہوا تو مل گئی نا؟

○ ہیں۔ ہوا کیسے مل گئی وہ تو اب بھی موجود ہیں۔ بات تو پرسنل لاء کی حد تک ہے۔ وہ اپنے شخصی معاملات جیسے چاہیں حل کریں کسی کو کیا اعتراض ہے؟

☆ اسلام تو مسلمانوں میں یگانگت اور وحدت دیکھنا چاہتا ہے؟

○ بھئی یہ پرسنل لاء کی حد تک ہے۔ کوئی نماز ہاتھ باندھ

کر پڑھنا چاہتا ہے یا کھلے رکھنا چاہتا ہے یہ اس کی مرضی ہے۔ پرسنل لاء میں اس کی پوری آزادی ہے۔

☆ اس طرح مذہبی شدت آئے گی اور نتیجتاً رواداری ختم ہو جائے گی؟

○ یہ تو خواہ مخواہ کی بات ہے کہ رواداری ختم ہو جائے گی۔ شریعت پر چونکہ عمل نہیں ہو رہا۔ کافی عرصے سے ہمارا اس کے ساتھ تعلق نہیں ہے اس لئے یہ ساری پریشانیاں ہیں۔

☆ ایک تجویز یہ ہے کہ بجائے سپریم لاء بنانے کے اسے سپریم سورس آف لاء بنا دیا جاتا؟

○ ایک ہی بات ہے۔

☆ سپریم لاء اور سپریم سورس آف لاء میں بڑا فرق ہے؟

○ میرے نزدیک کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔

☆ قرآن وسنت فی نفسہ کوئی قانون کی مدون کتابیں نہیں ہیں۔ اس میں تو بہت سی دیگر چیزیں بھی ہیں تو کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ منبع اور ذخیرہ سے کھینچ کھینچ کر قوانین لے لئے جاتے؟

○ اب بھی یہی ہو گا اور قرآن وسنت کے منافی کسی بھی قانون کو چیلنج کیا جاسکے گا۔ یہ نہیں ہے کہ کوئی قانون بنایا ہی نہیں جاسکتا جس کی سورس آپ نہ بتا سکیں کہ قرآن وسنت ہے۔ اصل یہ ہے کہ قرآن وسنت کے منافی کوئی قانون نہیں بنایا جاسکے گا۔

☆ یہ تو قابل فہم ہے اب تو بحث ہی نہیں ہے؟

○ دیکھیں شریعت کا اصول یہ ہے کہ کسی شئے کے حلال ہونے کے لئے ثبوت کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ جس شے کو حرام ثابت نہ کر سکیں وہ حلال ہے۔

☆ اس سے کیا عاصمہ بی بی بھی مطمئن ہو جائیں گی؟

○ نہیں وہ کسی اور دھندے میں ہیں۔ مغربی تہذیب اور اس کے تصورات میں وہ رہی ہیں۔

☆ وہ بڑی لبرل سوچ رکھتی ہیں؟ لیکن برقعوں سے ڈر رہی تھیں؟

○ برقعوں میں کیا حرج ہے اگر یہ اسلام کا حکم ہے تو اپنائیں۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اسلام کا حکم نہیں تو ثابت کر دیجئے کہ نہیں ہے۔

☆ لیکن اسلام فہمی میں فرق ہے۔ اب آپ کہتے ہیں کہ چہرہ بھی ڈھانپ لیا جائے وہ کہتے ہیں کہ اسلام میں چہرہ ڈھانپنے کا حکم نہیں ہے؟

○ دیکھیں پردے کے بارے میں اگر چار یا چھ نظریات بھی ہیں ان میں سے کوئی ایک تو انہیں اختیار کرنا پڑے گا۔ کورٹ فیصلہ کردے گی کونسا درست ہے۔ بے شک ہمارے خلاف کردے۔

☆ کورٹ کیوں فیصلہ کرے؟ یہ مسلمان عورت کا انفرادی معاملہ ہے جسے وہ بہتر خیال کرے وہ اپنائے؟

○ اس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت پر عمل ہی نہ کیا جائے؟

☆ اصولی باتوں کو لے فروعات کو چھوڑ دے؟

○ یہ بھی فیصلہ ہو سکتا ہے کہ یہ معاملہ ایسا نہیں ہے جس پر شریعت کا کوئی قطعی حکم ہو۔ لہٰذا ہر عورت اس میں آزاد ہے۔

☆ ڈاکٹر صاحب اگر سینٹ سے یہ بل پاس نہیں ہوتا ہے تو کیا اس کے لئے ریفرنڈم نہیں کروانا پڑے گا؟

○ گمان تو یہی ہے۔ حالات تو ریفرنڈم کی طرف ہی جا رہے ہیں۔ کہتے یہی ہیں کہ یہ آدمی بھی (نواز شریف)

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

رفقاء و احباب تنظیم اسلامی و معاونین تحریک خلافت پاکستان کے لئے اطلاع

تنظیم اسلامی پاکستان کا سالانہ اجتماع

ان شاء اللہ جمعۃ المبارک 6 نومبر تا اتوار 8 نومبر 98ء

گلشن اقبال کراچی میں 'نزد جامع مسجد بیت المکرم مین یونیورسٹی روڈ منعقد ہو گا

☆ اجتماع کا آغاز 'امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ' کے خطاب جمعہ سے ہو گا جو دوپہر 12 بجے شروع ہو گا۔ شرکاء اجتماع سے گزارش ہے کہ وہ ساڑھے گیارہ بجے تک اجتماع گاہ میں پہنچ جائیں۔

☆ براہ کرام اپنی آمد سے استقبالیہ کو مطلع کیجئے اور تعارفی کارڈ حاصل کر کے اپنے سینے پر آویزاں کیجئے۔

☆ استقبالیہ کی طرف سے آپ کے لئے جو رہائش گاہ متعین کی جائے وہیں پر قیام اختیار کیجئے۔ اگر کسی وجہ سے رہائش گاہ کی تبدیلی ناگزیر ہو تو اس کے لئے ناظم رہائش گاہ سے رجوع کیجئے۔

☆ اجتماع میں ہمہ وقت شرکت لازمی ہے۔ اگر کسی وقت اشد ضرورت کے تحت آپ کو اجتماع سے غیر حاضر ہونا پڑے تو اپنے امیر سے اس کی اجازت حاصل کیجئے اور استقبالیہ پر اپنے جانے اور واپس آنے کی اطلاع دیجئے۔

☆ شرکاء کی رہنمائی اور سہولت کے لئے 5 نومبر دوپہر 12 بجے سے 6 نومبر دوپہر ایک بجے تک کراچی کینٹ اسٹیشن پر استقبالیہ کیمپ قائم ہو گا۔

☆ اجتماع کے دوران کراچی میں سردیوں کی آمد آمد ہو گی لہٰذا شرکاء اپنے ہمراہ بستر کے ساتھ کمبل ضرور لائیں۔

☆ طعام کے لئے زر تعاون =/150 روپے فی کس ہو گا۔

المعلن: محمد نسیم الدین' امیر تنظیم اسلامی حلقہ سندھ و بلوچستان
و ناظم سالانہ اجتماع

پاکستان میں جاگیرداری کا المیہ!

—— تحریر : فائز محمد خان ——

اکنامک ڈویلپمنٹ انسٹی ٹیوٹ' اقوام متحدہ کا ایک ادارہ ہے۔ اس کا نام دنیا بھر کی تباہ حال معیشتوں کا مطالعہ اور ان کی اصلاح کی تدبیر کرنا ہے۔ اس ادارے کے ۱۴ ماہرین نے چھ برس تک تیسری دنیا کے ۷۴ غریب ممالک کی معیشت کا بغور جائزہ لیا۔ ان ممالک میں پاکستان بھی شامل تھا۔ ماہرین نے ان ۷۴ ممالک کی زبوں حالی پر ایک تفصیلی رپورٹ جاری کی ہے جس میں کرپشن' لوٹ کھسوٹ' ترقیاتی منصوبوں کی کمی' جہالت' دولت کا ارتکاز' دوہرے معیار زندگی اور نو آبادیاتی سوچ کو ان ممالک کی پسماندگی کی وجہ قرار دیا گیا۔ اس رپورٹ میں ماہرین نے پاکستان کا خصوصی طور پر ذکر کیا' ماہرین کا خیال تھا :

> "پاکستان اس وقت دنیا کا واحد ملک ہے جہاں نہ صرف جاگیرداری اپنی بدترین شکل میں موجود ہے بلکہ ظالم' جابر اور کرپٹ جاگیردار ملکی زندگی کی ہر رگ جاں پر دانت گاڑے بیٹھے ہیں"۔

ماہرین نے یہ بھی لکھا :

> "یہ ملک اس وقت تک اپنے قدموں پر کھڑا نہیں ہو سکتا جب تک یہ جاگیرداروں کو اپنے جسم سے نوچ کر الگ نہیں پھینک دیتا۔ کیونکہ پاکستانی معاشرے میں ہر زیادتی' ہر ظلم' ہر جبر' ہر کرپشن اور ہر قسم کی لوٹ کھسوٹ کا "کھرا" اسی پانچ فیصد طبقے کے گھروں' ڈیروں اور حویلیوں کی طرف جاتا ہے۔"

پنجاب کے ۰.۵ فیصد ملک' ٹوانے' گیلانی' لغاری' مزاری' مخدوم' چودھری اور کھوسے ۲۰ فیصد زمین کے مختار کل ہیں۔ سندھ کے ایک فیصد جام' جتوئی' شاہ اور پیر ۳۰ فیصد رقبے پر اپنی بادشاہت رکھتے ہیں۔ سرحد کے ۰.۱ فیصد باچے' خٹک' آفریدی' نواب' الائی اور میر ۱۲.۵ فیصد زمین کے شہنشاہ ہیں۔ بلوچستان کے مری' بگٹی اور مینگل خدا کی ہمسری کا دعویٰ کرسکتے ہیں کیونکہ وہاں کی ایک ایک انچ زمین ان کی ملکیت ہے۔

"مملکت خداداد" کے ۹۳ فیصد چھوٹے کاشتکاروں کے پاس محض ۳۷ فیصد زمین ہے۔ پنجاب کے ۸۰ فیصد کسانوں کے پاس محض سات فیصد نہری اور بارانی زمین ہے۔ سندھ کے ۶۰ فیصد مظلوم ہاریوں کے پاس محض بارہ فیصد زمین ہے۔ سرحد کے ۲۷ فیصد کاشتکاروں کے پاس محض ۸.۲ فیصد رقبہ ہے۔ جبکہ بلوچستان کے ۹۰ فیصد کسانوں کے کوئے یار میں "دوگز" زمین بھی نہیں ملتی۔

یہی جاگیردار زرعی ترقیاتی بینک کے ۱۲ ارب روپے ہڑپ کرچکے ہیں۔ انہوں نے ۹۵-۱۹۹۴ میں کپاس کی فصل سے ۱۳۰ ارب ۶۰ کروڑ روپے کمائے اور ٹیکس ایک روپیہ بھی ادا نہیں کیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ۱۹ ارب ۴۰ کروڑ روپے گنے' گندم اور دالوں سے کمائے اور ٹیکس ان کے ذمے ایک روپیہ بھی نہ بنا۔ ان جاگیرداروں ہی کے "ولی عہد" ہر سال ۴ ارب ۸۲ کروڑ ۲۷ لاکھ روپے مجرموں' کتوں کی دوڑوں' ریچھ کی لڑائیوں' شیر بازیوں اور دوسری ضمنی عیاشیوں پر خرچ کرتے ہیں۔ یہ جاگیردار ایک ارب ۲۱ کروڑ کی گاڑیاں اور دوسرا سامان تعیش خریدتے ہیں۔ ۷۵ کروڑ بیرونی ملکوں پر لگاتے ہیں۔ صرف سوا کروڑ کا غیر ملکی تمباکو پھونکتے ہیں۔ شہروں میں ان کی ایک کھرب ۳/ ارب ۲۸ کروڑ کی جائیدائیں ہیں اور ان کے کتے تازہ گوشت کھاتے ہیں جبکہ ان کے ۱۵/ لاکھ ملازمین ان کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے "عید قربان" کا انتظار کرتے ہیں۔

برطانیہ نے اس فرعونی نظام کو ۱۶۶۶ء میں ختم کردیا تھا اور ہندوستان نے آزادی کے فوراً بعد اسے ختم کردیا تھا۔ صرف "اسلام کی تجربہ گاہ" پاکستان ہی میں یہ نظام "پھل پھول" رہا ہے۔

ایسے ایسے وحشیانہ مظالم اس باب میں درج ہیں جنہیں زبان کہہ نہیں سکتی اور کان سن نہیں سکتے۔ بیج کو مٹی کی تاریکی میں خدا پالتا ہے' وہی دریاؤں کی موج سے بادل بناتا ہے' وہی اطراف سے یہ "ابر گہربار" کھینچ کر لاتا ہے۔ ہوا بھی اسی کی ہے' سورج بھی اسی کا ہے' زمین بھی اسی کی ہے' آسمان بھی اسی کا ہے مگر..... یہ وڈیرہ' جو فرعون' نمرود اور شداد کا آخری وارث ہے' ہر چیز پر قابض ہے۔ کاشتکاروں کی سہمی نظریں' ان کے لاغر جسم' ان کی ڈرتی سانسیں' ان کے مدقوق چہرے' وہ کھلی کتابیں ہیں جن کی ہر تحریر خون پسینے اور آنسوؤں سے لکھی ہوئی ہے۔

فطرت کا قانون اٹل ہے۔ ظلم حد سے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے' خون بہت بہتا ہے تو جم جاتا ہے۔ کارل مارکس نے اپنے دوا سے محروم بچے کی لاش اخبار میں لپیٹ کر دفنائی تو سرمایہ داری کے کئی ہزار سال پرانے برگد کی جڑیں اپنے خیالات کے کلہاڑے سے کاٹ ڈالیں۔ مارکس کا فلسفہ درست تھا جو نظام کفن تک نہیں دے سکتا اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں تھا۔

(بشکریہ : روزنامہ آواز' ۲۵ ستمبر ۹۸ء)

حلقہ پنجاب شمالی کے دفتر کا نیا پتہ

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کے دفتر سابقہ جگہ سے منتقل ہوکر اب مکان نمبر 20' گلی نمبر 1' فیض آباد ہاؤسنگ سکیم نزد فلائی اوور برج 8/4-I' اسلام آباد منتقل ہوگیا ہے۔

ایک دلچسپ تجویز!

ہندوستان سے شائع ہونے والے ہفت روزہ "نئی زندگی" نے اپنی جولائی ۹۸ء کی اشاعت میں ایک بھارتی مسلمان اکبر احمد کی تجویز شائع کی ہے۔ اس تجویز کے مطابق بی جے پی کی حکومت کو ایک مسلمان ہی بہتر طریقے سے چلا سکتا ہے کیونکہ وہ ایک ساتھ چار عورتوں کا دباؤ برداشت کرسکتا ہے۔ واجپائی کو جن چار عورتوں کے شدید دباؤ کا سامنا ہے' ان میں سونیا گاندھی' جے للیتا' ممتا بنرجی اور نوین مشاتیک کے نام نمایاں ہیں۔ ان چار خواتین میں سے بعض اپوزیشن رہنما ہیں اور بعض حکومت کی حلیف۔ اکبر احمد کے مطابق ان چاروں خواتین کا دباؤ برداشت کرنا کسی ہندو کے بس کی بات نہیں یہ دباؤ صرف مسلمان ہی برداشت کرسکتا ہے۔ واجپائی اسلام قبول کرلیں اور ان چاروں خواتین کو مسلمان کرکے شادی کرلیں ورنہ ہندو عورتوں کا چار کا ٹولہ واجپائی کی جان نہیں چھوڑے گا۔

تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کا ایک روزہ دعوتی و تربیتی اجتماع

ایبٹ آباد کے رفقاء کا ایک روزہ دعوتی و تربیتی اجتماع رفیق تنظیم نصیر احمد کے گاؤں کالا پانی منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں سات احباب نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۳ / اگست بروز جمعرات بعد نماز عصر رفیق تنظیم کرنل محمد یونس کے "دین اسلام میں علم کی اہمیت" پر لیکچر سے اجتماع کا آغاز ہوا۔ بعد ازاں رفقاء و احباب کے مابین ایک تعارفی نشست ہوئی۔ نماز مغرب کے بعد "فرائض دینی" پر راقم نے گفتگو کی۔ میزبان ماسٹر روشن صاحب کے ہاں کھانا تناول کیا گیا۔ اگلے روز نماز فجر کے بعد راقم نے "عبادت رب" کے حوالے سے خطاب کیا۔ بعد ازاں نصیر احمد صاحب نے ترتیل القرآن کا پیریڈ لیا۔ نماز عصر کے بعد روشن دین صاحب کے گھر راقم نے درس دیا۔ یہ درس نماز مغرب تک جاری رہا۔ (رپورٹ : ذوالفقار علی)

حلقہ پنجاب شمالی کے زیر اہتمام پریس کلب راولپنڈی میں امیر تنظیم کا خطاب

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کے زیر اہتمام لیاقت باغ پریس کلب راولپنڈی میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے خطاب کیا۔ مقامی رفقاء کے علاوہ دس روزہ دعوتی پروگرام میں آئے ہوئے رفقاء نے ہینڈ بلز تقسیم کئے۔ بعد نماز عصر رفقاء نے لیاقت باغ اور راولپنڈی پریس کلب کے مین گیٹ پر بینرز آویزاں کئے گئے۔ تقریباً ساڑھے سات بجے خطاب شروع ہوا۔

ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے فرمایا کہ وزیر اعظم شریعت بل لائیں ہم تعاون کریں گے لیکن دستوری ترامیم کا اختیار حاصل کرنا درست نہیں۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم صدر محمد ضیاء الحق مرحوم کا طریق کار اختیار نہ کریں اس سے معاملہ کالا باغ ڈیم ایشو کی طرح بگڑ جائے گا۔ نواز شریف صاحب آئین کی دفعہ ۲۳۹ کو نہ چھیڑیں بلکہ وہ صرف شریعت کی بالادستی قائم کریں اور سود کو ختم کرنے کا اعلان کریں۔ شریعت کورٹس پر پابندی اٹھالیں اور اس کے جج صاحبان کو ہائی کورٹس اور سپریم کورٹ کے جج صاحبان کے مساوی اختیارات اور حقوق دیں۔

انہوں نے کہا کہ یہ کام نہایت سلیقے' بردباری' تحمل اور نیک نیتی سے کرنے کا ہے ورنہ اگر کسی دستوری ترمیم کی آڑ لے کر اپوزیشن بل پاس نہیں ہونے دیتی تو دنیا میں چرچا ہو جائے گا کہ پاکستان کے مسلمان اسلام نہیں چاہتے۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ اگر قانون شریعت صد فی صد بھی نافذ ہو جائے تب بھی ہم اپنی جدوجہد نظام کی تبدیلی تک جاری رکھیں جس کے لئے انقلاب کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ (رپورٹ : محمد اشرف)

تنظیم اسلامی کا کام ہر مسلمان کا فریضہ!

اس سے پہلے کہ میں اپنے دعوتی کام کی روداد تحریر کروں یہ عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ میں ابھی تک تنظیم اسلامی کا باقاعدہ رفیق نہیں ہوں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو کام تنظیم اسلامی کر رہی ہے وہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ تنظیم اسلامی سے میرا تعارف تنظیم کے رفیق اشتیاق حسین کے حوالے سے ہوا۔ ان سے تنظیم کی دعوت کے حوالے سے گفتگو ہوتی رہتی ہے میں چونکہ ندائے خلافت کا بھی مستقل قاری ہوں جس کی وجہ سے تنظیم کی فکر سے آگاہی ہوئی۔ الحمد للہ پچھلے کچھ عرصہ سے "ندائے خلافت" پڑھنا شروع کیا ہے اس کا باقاعدہ ریکارڈ میرے ہاں موجود ہے۔ تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کے زیر اہتمام منعقدہ دروس قرآن کے اجتماعات میں بھی شرکت کی کوشش کرتا ہوں۔

میرا آبائی تعلق تلہ گنگ کے گاؤں "تھوہا محرم خان" سے ہے جب میں وہاں جانے لگا تو اپنے ساتھ پمفلٹ "بڑھے چلو کہ منزل قریب ہے" اور تنظیم اسلامی کی دعوت والے سٹکر ساتھ لے گیا جن پر تنظیم اسلامی کا پیغام 'نظام خلافت کا قیام اور نظام خلافت کے قیام کا واحد ذریعہ اسلامی انقلاب لکھا ہوا تھا۔

اپنے گاؤں میں میں نے دعوتی کام کا آغاز سیداں والی مسجد سے کیا۔ مسجد میں سٹکر چسپاں ہے اور باہر دکانوں پر سٹکر لگائے اور پمفلٹ تقسیم کئے۔ اس کے بعد میں نے اڈا پر پمفلٹ تقسیم کئے اور دکانوں پر پوسٹر لگائے۔ گاؤں کے مین بازار میں دعوتی کام شروع کیا وہاں موجود دکاندار اور گاہک حضرات میں پمفلٹ تقسیم کئے۔ عوام کی طرف سے مختلف سوالات پوچھے جاتے رہے مثلاً تنظیم اسلامی کا امیر کون ہے' تنظیم اسلامی کیا کرنا چاہتی ہے' تنظیم اسلامی میں شامل ہونے کا طریقہ کار کیا ہے' اس کا صدر دفتر اور تنظیم اسلامی کے وسائل کیا ہیں؟ جن کے راقم نے ممکن حد تک جواب دینے کی کوشش کی۔ نماز جمعہ درس والی مسجد میں ادا کیا۔ نماز کے بعد نمازیوں میں پمفلٹ تقسیم کئے۔ دعوتی کام کے سلسلے میں اب اگلی منزل "تھلی پانڈ" تھی۔ سکول والی مسجد اور گرد و نواح کے لوگوں میں پمفلٹ تقسیم کئے۔ دکانداروں کی اجازت سے دکانوں پر سٹکر چسپاں کئے۔ دوران دعوت ملنے والے حضرات نے بڑی خوش دلی سے ہماری تواضع بھی کی اور بات کو بھی توجہ سے سنا۔

اس علاقے میں تنظیم اسلامی کی باقاعدہ دعوت ابھی تک نہیں پہنچی تھی۔ اس وجہ سے بھی عوام نے زیادہ دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ گاؤں تلہ گنگ سے تقریباً ۲۵ کلو میٹر سرگودھا اور میانوالی جانے والی سڑکوں کے تقریباً درمیان میں واقع ہے۔ دعوتی کام کے ضمن میں جناب سید عثمان اور بابر علی نے بھی میری معاونت کی۔ (محمد نذیر عمر)

ناظم اعلیٰ کا دورۂ ایبٹ آباد

ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان جناب عبد الرزاق' ناظم حلقہ شمس الحق اعوان اور نائب ناظم حلقہ محمد طفیل گوندل کے ہمراہ ایبٹ آباد رفقاء سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ۱۹ / اگست بروز بدھ بعد نماز عصر دفتر تنظیم اسلامی جلال بابا چوک ملک پورہ میں ان کے ساتھ خصوصی نشست رکھی گئی۔ راقم الحروف نے سورۃ العصر کی تلاوت و ترجمہ سے اس نشست کا آغاز کیا۔ تمام رفقاء کا باہم تعارف ہوا۔ ناظم اعلیٰ نے نقیب اُسرہ ملک پورہ عبد الجلیل' نقیب اُسرہ منڈیاں محمد عرفان طاہر' نقیب اُسرہ کالا پانی نصیر احمد اعوان سے ان کے اُسرہ جات کے متعلق رپورٹ طلب کی اور انکی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا اور کچھ ہدایات بھی دی۔ عبد الجلیل کو ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ مانسہرہ' عطر شیشہ اور شنکیاری کے رفقاء کے ساتھ رابطہ رکھیں اور ندائے خلافت' ماہنامہ میثاق کی تقسیم کے ساتھ درس قرآن کے لئے انتظامات کریں۔ اس سلسلے میں شنکیاری کے عبد الحکیم اخوند زادہ صاحب بھی تعاون کریں گے۔ (رپورٹ : ذوالفقار علی)

بقیہ : مکالمہ

ضدی ہے جس بات پر اڑ جائے اسے کر کے رہتا ہے۔

☆ آپ نے ضیاء الحق (مرحوم) کے ریفرنڈم کی مخالفت کی تھی؟

○ ہاں مخالفت کی تھی۔

☆ اب جو ریفرنڈم ہوگا اس میں آپ کا رویہ کیا ہوگا؟

○ اگر انہوں نے پیکج یہی رکھا کہ ۲۳۹ بھی اس کا لازمی حصہ رہا تو پھر میں اس ریفرنڈم کی بھی مخالفت کروں گا۔

☆ اگر وہ اسے ہٹا دیتے ہیں؟

○ پھر تو کوئی ایک بھی اس کے خلاف نہیں ہے۔

☆ وہ تو غالباً ہٹا ہی دیں گے؟

○ ہاں اس صورت میں اتنی بڑی اکثریت اس بل کو حاصل ہو جائے گی جس کی مثال نہیں ملتی۔

اسلامی انقلاب کے مراحل' مدارج اور لوازم پر مشتمل

ڈاکٹر اسرار احمد' امیر تنظیم اسلامی

کے دس خطبات کا مجموعہ

منہج انقلاب نبویؐ

سیرت النبیؐ کی روشنی میں اسلامی انقلاب کی جدوجہد کے رہنما خطوط

صفحات ۲۸۴' قیمت : 72 روپے

شائع کردہ : مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن

قرآن اکیڈمی 36۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

اُسرہ دیر (گنوڑی) کا دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی اُسرہ دیر اور گنوڑی کے زیر اہتمام دیر سے قریباً ۳۰ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع تحصیل براول بانڈی میں ایک روزہ پروگرام منعقد کیا گیا۔ جس میں مولانا غلام اللہ خان حقانی بھی شریک ہوئے۔ اُسرہ گنوڑی کے نقیب جناب لائق سید صاحب نے پورے بازار میں دعوتی گشت کیا۔ جس میں ۳۰ افراد کو دعوت دی۔ نماز عصر سے پہلے قافلہ نے مقامی مسجد میں قیام کیا۔ امام صاحب اور متولی مسجد سے ملاقات کر کے اجازت نامہ حاصل کیا۔ بعد از نماز عصر پروگرام کا آغاز عظمت قرآن سے ہوا۔ مولانا نے عظمت قرآن کے حوالہ سے لوگوں کو دعوت فکر دی کہ وہ اس عظیم کتاب کی طرف رجوع کریں۔ دوسرا پروگرام بعد نماز مغرب ہوا جس میں فرائض دینی پر مفصل خطاب ہوا۔ اس پروگرام کے بعد درس قرآن کی نشست میں مولانا حقانی صاحب نے سورۂ فاتحہ پر روشنی ڈالی۔ اس پروگرام کا آغاز بعد از نماز فجر درس قرآن سے ہوا۔ درس قرآن کی دونوں نشستوں میں ۲۰/افراد نے دلچسپی سے بات سنی۔ ۱۰/بجے صبح بازار میں ایک بار پھر دعوتی گشت کیا گیا۔ مسجد کا ہال لوگوں سے بھر چکا تھا۔ مولانا حقانی صاحب نے "منہج انقلاب نبویؐ" پر بات کی۔ مسجد کے صحن میں مکتبہ بھی لگایا گیا۔ خطاب کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ اس پروگرام میں مجموعی طور پر ۲۰۰ افراد نے شرکت کی۔ (رپورٹ: سعید اللہ خان)

ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی جناب عبدالرزاق کا حلقہ پنجاب شمالی کا دورہ

حضرت عمرؓ نے نافع بن عبدالحارث کو مکہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ عسفان کے مقام پر نافع سے حضرت عمرؓ کی ملاقات ہوئی تو پوچھا "تم کہاں گھوم رہے ہو؟ اہل وادی پر کس کو اپنا جانشین مقرر کر کے آئے ہو؟" انہوں نے عرض کیا "ابن ابزیٰ کو جانشین بنا کر آیا ہوں؟" پوچھا "بن ابزیٰ کون ہے؟" عرض کیا "ہمارے غلاموں میں سے ایک شخص ہے" حضرت عمرؓ نے کہا "تو نے ایک غلام کو امیر مقرر کر دیا ہے؟" نافع نے جواب دیا "جی ہاں اس لئے کہ وہ کتاب اللہ کا سب سے بڑا قاری ہے، علم الفرائض کا سب سے بڑا عالم ہے" حضرت عمرؓ یہ سن کر خوش ہوئے اور کہا "ہمارے نبیؐ نے سچ ہی تو کہا تھا" اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے کچھ لوگوں کو اوپر اٹھائے گا اور دوسروں کو اسے ترک کرنے کی وجہ سے نیچے گرائے گا"۔ تنظیم اسلامی گزشتہ ربع صدی سے اس ملک خداداد میں قرآن و سنت کی بالادستی کی کوششوں میں مصروف ہے تاکہ اس کے باسی ذہنی غلامی سے آزاد ہو کر اس عادلانہ نظام کے مزے بھی لوٹ سکیں۔ یہ نظام کیسے برپا ہو؟ اسی کے لئے تنظیم اسلامی کے نام سے ایک انقلابی جماعت بیعت سمع و طاعت کی بنیاد پر قائم کی گئی ہے جس کا مقصد عوام الناس کے اندر یہ شعور بیدار کرنا ہے کہ نظام کی تبدیلی کے بغیر انقلاب ناممکن ہے۔ انقلاب تب آتا ہے جب لوگ پہلے اپنے اندر انقلاب لائیں ۔

"چوں پختہ شوی خود را، بر سلطنت جم زن" قرآن کے اس انقلابی فکر کو ذہنوں میں تازہ اور پختہ کرنے کے لئے تنظیم اسلامی کے اکابرین مختلف دعوتی و تنظیمی دورے کرتے رہتے ہیں۔ اسی مقصد کے لئے تنظیم کے ناظم اعلیٰ ۲۰/اگست کو ایک ہفتہ کے حلقہ پنجاب شمالی کے دورے پر راولپنڈی تشریف لائے ۔

اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو
"لاہور سے تا خاک جاتلاں و پنڈی کینٹ"

اسی دن حلقہ کی علاقائی شوریٰ کا اجلاس بھی تھا جس میں ناظم اعلیٰ نے شرکت کی اور امراء تنظیم اور نقباء کے اُسرہ جات سے تبادلہ خیال کیا۔

۱۶/اگست ۹۸ء کو تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ نے الہدیٰ سکول ٹینچ بھاٹہ میں ایک کارنر میٹنگ کا اہتمام کیا گیا جس میں ناظم اعلیٰ جناب عبدالرزاق نے "طاغوتی سازشیں اور اسلامی انقلاب" کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد ازاں ناظم اعلیٰ نے رفقاء کے ہمراہ عشائیہ تناول کیا اسی دوران اور رفقاء کا تعارف بھی حاصل کیا۔

۱۷/اگست کو ناظم اعلیٰ صاحب نے تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کے امیر جناب رؤف اکبر کے ہمراہ پنڈی کینٹ کے علاقہ میں رفقاء سے انفرادی ملاقاتیں کیں۔ بعد ازاں ناظم اعلیٰ نے تنظیم کے دفتر کے جملہ ریکارڈ اور کام کا جائزہ لیا۔ موصوف نے طارق محمود اعوان 'ڈاکٹر جاوید اقبال اور محمد شفیق سے ملاقات کی۔ سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔ ناظم اعلیٰ صاحب نے اسلام آباد میں 8/1-I کے سیکٹر میں کارنر میٹنگ سے "نظام خلافت کا قیام اور اس کی برکات" کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس دعوتی خطاب کے لئے اسلام آباد کی تنظیم کے رفقاء نے دعوتی پمفلٹ تقسیم کئے اور گھر گھر جا کر لوگوں کو خطاب سننے کی دعوت دی۔

۱۸/اگست کو ناظم اعلیٰ صاحب نے ناظم حلقہ کی رفاقت میں تنظیم اسلامی اسلام آباد کے دفتر کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور معتمد دفتر کو ہدایات دیں تاکہ تنظیم کے تمام دفاتر کا سیٹ اپ یکساں طرز پر ہو۔ بعد ازاں ناظم اعلیٰ راولپنڈی شہر کے مقامی دفتر تنظیم میں تشریف لے گئے۔ وہاں پر کچھ رفقاء سے ملاقات ہوئی۔ مقامی امیر اور نقباء سے انتظامی امور پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ ناظم اعلیٰ صاحب نے رفقاء کو نظم کی پابندی اور انفرادی رابطے کے لئے اپنی کوششیں تیز تر کرنے کی ہدایت دی۔ اسی شام چار بجے دفتر تنظیم اسلامی اسلام آباد میں رفقاء سے ملاقات ہوئی۔ دوران ملاقات رفقاء نے دل کھول کر اظہار خیال کیا۔ ناظم اعلیٰ صاحب نے رفقاء کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ آخر میں موصوف نے تنظیمی امور پر ذمہ دار حضرات سے صلاح مشورہ اور تنظیم کو مزید فعال بنانے کے لئے مربوط لائحہ عمل اختیار کرنے کی بھی تلقین کی اور بعد ازاں خیابان سرسید میں منعقدہ کارنر میٹنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ ناظم اعلیٰ نے آیات قرآنیہ اور احادیث کے حوالے سے مستقبل کا منظر پیش کیا اور کہا کہ آنے والا وقت خوش آئندہ ہے جب دنیا کے تمام باطل اور فرسودہ نظام ختم ہو جائیں گے اور اسلام کا نظام عدل و قسط تمام کرۂ ارضی پر غالب ہو گا۔ ناظم حلقہ شمس الحق اعوان نے اپنے صدارتی خطبہ میں ایمان بالآخرت اور ایمان باللہ کے حوالے سے لوگوں کو جماعتی نظم اختیار کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی نظام کا قیام الیکشن کے ذریعے ممکن نہیں اور یہ صرف انقلاب کے ذریعے ہی قائم ہو سکتا ہے۔

۱۹/اگست کو ناظم اعلیٰ' جناب شمس الحق اعوان اور راقم کے ہمراہ ایبٹ آباد تشریف لے گئے۔ اس سفر کا مقصد ہزارہ ڈویژن کے رفقاء کا تعارف حاصل کرنا اور ان کی کارکردگی کا جائزہ لینا تھا۔

۲۰/اگست کو ناظم اعلیٰ' ناظم حلقہ اور راقم میرپور کے لئے عازم سفر ہوئے۔ سفر کا پہلا پڑاؤ گوجر خان تھا۔ رفقاء سے تعارف کے علاوہ دفتری ریکارڈ اور لائبریری کے معائنہ کے بعد ۱۱ بجے دوپہر امیر تنظیم جناب سید محمد آزاد صاحب کی رہائش گاہ واقع جاتلاں پہنچے۔ رفقاء نے اپنا تعارف کرایا۔ ناظم اعلیٰ صاحب نے ان کے مسائل اور حالات سے واقفیت حاصل کی اور انہیں مشورے بھی دیئے۔ نماز عصر اور چائے سے فراغت کے بعد جہلم کے لئے روانگی ہوئی۔ جناب محمد اشرف کی رہائش گاہ پر رفقاء سے ملاقات ہوئی۔ عشائیہ کے بعد ناظم اعلیٰ صاحب لاہور کے لئے عازم سفر ہو گئے۔ (رپورٹ: محمد طفیل گوندل)

پنڈی گھیپ میں دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی پنڈی گھیپ کے زیر اہتمام ۲۶/جولائی بروز اتوار ایک دعوتی اجتماع منعقد ہوا۔ اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے لوگوں سے انفرادی ملاقاتیں کی گئیں۔ مختلف چوراہوں پر بینرز کے ذریعے اس اجتماع کی تشہیر کی گئی۔ مزید برآں ایک دعوتی نشست کا پروگرام بھی ترتیب دیا گیا۔ ناظم حلقہ جناب شمس الحق اعوان نے "منہج انقلاب نبویؐ" کے موضوع پر خطاب کیا۔ یہ پروگرام نماز عشاء تک جاری رہا۔ رفقاء نے نہ صرف انفرادی طور پر مختلف افراد سے ملاقاتیں کیں بلکہ ہر ہفتے ایک دعوتی گشت کی صورت میں بھی مختلف افراد سے رابطے قائم کئے گئے۔ اسی سلسلہ میں جولائی کے پہلے ہفتہ میں رفیق محترم شفیق احمد اعوان صاحب اور زبیر صاحب نے چھ افراد سے ملاقات کی جن میں سے پانچ طالب علم اور تجارت پیشہ تھے۔ دوسرے ہفتہ میں نقیب اسرہ جناب امین اور زبیر صاحب نے ان افراد سے دوبارہ ملاقات کر کے ان کو تنظیم کا لٹریچر پہنچایا۔ تیسرے ہفتے کے دوران نقیب اسرہ پنڈی گھیپ امین صاحب اور زبیر صاحب نے تین دیگر افراد سے خصوصی ملاقاتیں کیں۔ جولائی کے آخری ہفتہ میں دو افراد سے رابطہ قائم کر کے ان تک لٹریچر باہم پہنچایا گیا۔ (رپورٹ: ابوعبداللہ)

میں بیان کردہ پیشین گوئیوں کی رو سے بھی اس علاقے کی خصوصی اہمیت اجاگر ہوتی ہے کہ حضرت مہدی کی تائید کے لئے اور بیت المقدس کو یہودی قبضے سے آزاد کرانے کے لئے اسلامی افواج اس خطے سے روانہ ہوں گی۔ اس حوالے سے اس خطہ میں باہمی خون ریزی کا آغاز گویا کہ اسلام دشمن طاقتوں کے گھر میں گھی کے چراغ روشن کرنے اور مسلمانوں کی طاقت کو کمزور کرنے کے مترادف ہو گا۔

ماضی میں عراق میں متعین امریکی سفیر مس گلاسپائی نے صدام کے لئے "دام" بچھایا تھا چنانچہ عراق کویت پر حملہ کر کے اس دام میں پھنس گیا۔ عراق اپنی اس حماقت کی سزا آج تک بھگت رہا ہے۔ لہٰذا ایران کو اس واقعے سے سبق سیکھتے ہوئے اسلام دشمن طاقتوں کا آلہ کار بننے کی بجائے بڑے بھائی کی حیثیت سے افغانستان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا چاہئے۔ ایران کو افغان حکومت کو یہ رعایت بھی دینی چاہئے کہ جس طرح کا توڑ پھوڑ کا عمل ایرانی انقلاب کے دوران ایران میں ہوا تھا' وہی عمل اس وقت افغانستان میں جاری ہے۔ افغان مجاہدین باقاعدہ تربیت یافتہ آرمی کے سپاہی تو نہیں ہیں کہ وہ تمام بین الاقوامی ضابطوں سے آگاہ ہوں۔ چنانچہ اس وجہ سے کسی غلطی یا غلط فہمی کے باعث اگر ایران کے سفارت کار قتل ہو گئے تو وہ لائق درگزر ہیں۔ جبکہ ابھی تک اس بات کا بھی علم نہیں کہ سفارت کار کس حالت میں قتل ہوئے؟۔ اس بات کا امکان موجود ہے کہ ایران کے سفارت کار باقاعدہ جنگ میں شریک ہوں؟ افغان حکومت کی طرف سے باقاعدہ معذرت بھی کی جا چکی ہے جبکہ طالبان حکومت غیر جانبدار کمیشن کے تقرر کی تجویز بھی پیش کر چکے ہیں کہ مجرم قرار پانے والوں کو واقعی سزا دی جائے گی۔ افغان حکومت ایران کو مذاکرات کی کئی بار پیشکش کر چکی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ ایران کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ ایران کا یہ طرز عمل کسی طور پر بھی درست نہیں ہے۔ ایران کو "او آئی سی" کے چیئرمین کی حیثیت سے اس وقت "بزرگ" کی حیثیت حاصل ہے۔ او آئی سی کو تمام مسلمان ممالک کا ایک قبیلہ قرار دیا جائے تو ایران ان مسلمان قبائل کا اس وقت سربراہ ہے جسے وسعت ظرفی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ ان حالات میں ہمارے پاس دو ہی راستے ہیں۔ ایک راستہ تو ایران سے اپیل کا ہے اور دوسرا راستہ اللہ تعالیٰ سے دعا کا ہے تیسرا اور کوئی راستہ موجود نہیں ہے۔

اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ اس نئے عالمی استعمار نے پہلے پاکستان اور سعودی عرب کے ذریعے طالبان کو مدد فراہم کر کے ایران کو خوفزدہ کیا۔ ایران کو تاثر دیا گیا کہ اس کا گھیراؤ کیا جا رہا ہے۔ اب اس استعمار نے نئی چال چلتے ہوئے ریورس گیئر لگا کر ایران سے دوستی اور مفاہمت کی پینگیں بڑھانا شروع کر دی ہیں۔ تو دوسری طرف سعودی عرب نے افغانستان کے ساتھ اپنے سفارتی تعلقات کو منجمد کر کے گویا افغانستان کی مدد سے ہاتھ کھینچ لیا ہے چنانچہ جیسے ماضی میں عراق کا بھرکس نکالا گیا' اسی طرح اب افغانستان کی ابھرتی ہوئی اسلامی حکومت کے خاتمے کی سازش ہو رہی ہے۔

مغربی استعمار یہی کھیل مغربی ایشیا میں بھی کھیل رہا ہے۔ ترکی نے اپنی افواج شام کی سرحد پر جمع کر دی ہیں۔ اسرائیل کے ساتھ ترکی کا معاہدہ کرایا جا رہا ہے۔ مشترکہ فوجی مشقوں سے بھی آگے بڑھ کر دریائے دجلہ اور فرات کے پانی کو ترکی ہی میں ڈیم بنا کر' بذریعہ پائپ لائن اسرائیل کو سپلائی کرنے کا منصوبہ بن چکا ہے۔ اس منصوبے کے نتیجے میں عراق صحرا بن جائے گا جبکہ اسرائیل باغ و بہار بن جائے گا۔ ایشیا میں اگر ایک طرف ایران کو افغانستان کے خلاف صف آراء کیا جا رہا ہے تو دوسری جانب ترکی کو شام کے خلاف شہ دی جا رہی ہے۔ ان حالات میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ ؎

اے خاصۂ خاصان رسل ؐ وقت دعا ہے
امت پر تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
وہ دین جو بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

ہم خواب دیکھ رہے تھے کہ پاکستان' ایران اور افغانستان' تینوں ممالک کا مسلم بلاک بنے گا لیکن موجودہ حالات اس کے بالکل برعکس جا رہے ہیں۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ ایران اور افغانستان کے درمیان وقتی طور پر کچھ اونچ نیچ کا معاملہ ہو گا لیکن بالآخر تینوں ممالک متحد ہوں گے! چنانچہ تینوں ممالک کا اتحاد لازماً ہو گا۔

اندرون ملک کے دو معاملات میں سے ایک رحمٰن ملک کی بدنام زمانہ رپورٹ کی "آبزرور" میں اشاعت کے حوالے سے ہے۔ اس ضمن میں قرآنی ہدایت "فاسق کی خبر کی تحقیق بھی ہونی چاہئے" پر عمل کیا جانا چاہئے' لیکن اسے بالکل نظرانداز کر دینا تو درست نہیں ہے۔ پہلے تو اس رپورٹ کو بدنیتی پر محمول کیا گیا اور اب کہا جا رہا ہے کہ یہ رپورٹ سرکاری طور پر موصول ہی نہیں ہوئی۔ اس طرح کے بیانات سے شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ صدر مملکت رفیق تارڑ صاحب کا اس حوالے سے موجودہ طرز عمل صدر کے عہدے کے شایان شان نہیں ہے۔ صدر مملکت کو چاہئے کہ وہ نواز شریف پر لگائے جانے والے الزامات کے حوالے سے تحقیقاتی کمیشن قائم کریں تاکہ "دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی" ہو سکے۔ میاں نواز شریف اگر قرآن و سنت کو سپریم لاء بنا کر امیرالمومنین بننے کے خواہش مند ہیں تو انہیں اپنے مالی معاملات کو شفاف بنانا ہو گا اور اس کے لئے بھی تیار رہنا ہو گا کہ انہیں "کرتے" کا حساب بھی دینا پڑے گا۔

دوسرا مسئلہ شریعت بل کے حوالے سے پندرھویں ترمیم کا ہے۔ نواز شریف اس بل کو پارلیمنٹ سے منظور کرانے پر کمر کسے ہوئے نظر آتے ہیں۔ نواز شریف کا ارادہ پختہ نظر آتا ہے کہ وہ اس بل کو من و عن منظور کرائیں گے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ شاید وہ عوامی سطح پر کوئی ہنگامہ بھی شروع کرا دیں۔ چنانچہ عین ممکن ہے کہ وزیراعظم اپنے حامیوں کو استعمال کریں اور جیسے سپریم کورٹ پر حملہ کر کے دباؤ ڈالا گیا تھا ویسے ہی پندرھویں ترمیم کے مخالفین پر دباؤ ڈالا جائے۔ نواز شریف صاحب کا یہ کہنا کہ ہم شریعت بل کو "بلڈوز" نہیں کریں گے بہت اچھی بات ہے ؎ "تیری آواز مکے اور مدینے"۔ اللہ تعالیٰ نواز شریف کو توفیق عطا فرمائے کہ نہ تو وہ اسے بلڈوز کریں اور نہ ہی عوامی سطح پر کسی قسم کے ایجی ٹیشن سے خلفشار شروع کروائیں۔ پندرھویں ترمیم کے حوالے سے خورشید محمود قصوری صاحب کی رائے اخبارات میں چھپ چکی ہے۔ جس پر میں نے انہیں مبارکباد پر مشتمل ٹیلی فون کیا۔ جو کچھ میں نے پندرھویں ترمیم کے حوالے سے اس بل کے سامنے آنے کے تین دن بعد کہا تھا بعینہٖ وہی باتیں قصوری صاحب نے بھی کہی ہیں۔ انہوں نے بھی کہا ہے کہ قرآن و سنت کو سپریم لاء بنانے پر کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن ۲۳۹ میں ترمیم کے حوالے سے اختلافات ہیں۔ اس ترمیم سے پارلیمنٹ اور عدلیہ پر بھی انتظامیہ کو بالادستی حاصل ہو جائے گی اور انتظامیہ کو مختار و مطلق کی حیثیت حاصل ہو جائے گی کہ قرآن و سنت کی جیسے چاہیں تعبیر کریں اور نفاذ شریعت کے معاملے میں جو ترجیحات چاہیں طے کر دیں چنانچہ "جسے پی چاہے وہی سہاگن" کا معاملہ ہو جائے گا۔ یہ صورتحال ملک و ملت کے لئے خطرناک نتائج کی حامل ہوگی۔

ان شاء اللہ جمعہ ۹/اکتوبر کو ساڑھے چھ بجے شام
قرآن آڈیٹوریم ۱۹۱۔ اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن میں

موجودہ عالمی مالیاتی استعمار
کے چنگل سے رہائی کا راستہ!

کے موضوع پر سیمینار سے حسب ذیل حضرات خطاب فرمائیں گے
۱) جناب عمران این حسین از نیو یارک (بزبان انگریزی)
(موصوف ویسٹ انڈیز کی جانب سے یو این او میں نمائندہ رہے ہیں)
۲) جنرل (ر) حمید گل ۳) جناب ایس ایم ظفر
۴) محمود مرزا ایڈووکیٹ ۵) انجینئر سلیم اللہ خان

زیر صدارت ڈاکٹر اسرار احمد امیر تنظیم اسلامی

"مثالی اسلامی جمہوری فلاحی ریاست کا قیام وقت کی اہم ترین ضرورت ہے"

جلسۂ خلافت سے امیر تنظیم اسلامی کا فکر انگیز خطاب

مولانا خورشید احمد گنگوہی نے "نظام خلافت کی اہمیت اور فرضیت" کے موضوع پر ایمان افروز خطاب فرمایا

حلقہ پنجاب شرقی لاہور کے زیر اہتمام چوبرجی کوارٹرز گراؤنڈ میں منعقدہ جلسہ خلافت کی روداد

(مرتب : نعیم اختر عدنان)

"اُچے برج لاہور دے' تے وچ وگے دریا وے ماہیا"

یہ مصرعہ لاہور کی تاریخی اور ثقافتی اہمیت کا عکاس ہے۔ سیاسی جلسے ہوں یا دینی تقریبات' شہر لاہور کو ایسے "قلب" کی حیثیت حاصل ہے جس کی دھڑکن پورے پاکستان میں سنی جاتی ہے۔ شاید اسی وجہ سے اہل لاہور کو زندہ دلان لاہور کا لقب بھی دیا جاتا ہے۔ لاہور کو برصغیر پاک و ہند میں گزشتہ چار سو صدیوں سے جاری تجدیدی و احیائی مساعی میں اہم سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ شہر لاہور کی ایک پہچان قرآن کی انقلابی دعوت ہے۔ اس قرآنی سوغات کو عام کرنے کے لئے علامہ اقبال' مولانا مودودی' مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ جیسی نابغۂ روزگار ہستیوں نے اپنی بیشتر و بہتر صلاحیتیں وقف کئے رکھیں۔ تنظیم اسلامی کے امیر کو بلامبالغہ "اپنی ذات میں ایک انجمن" کی حیثیت حاصل ہے' جن کے دروس قرآنی اور انقلابی تصورات نے تحریک و تنظیم کا قالب اختیار کرکے تنظیم اسلامی کا روپ دھار لیا۔ ڈاکٹر صاحب مدظلہ نے اپنی شمع حیات کو "اِک تصور کے حسن مبہم پر' ساری ہستی لٹائی جاتی ہے" کے مصداق "دین حق" کو سربلند کرنے کے لئے گویا وقف کر رکھا ہے۔ امیر محترم کے جوانی سے بڑھاپے تک کے سفر کا چشم دید گواہ یہی شہر لاہور ہے۔ اس شہر کے در و بام اس "مرد قلندر" کی فغان درویش سے لبریز و معمور ہیں۔ اب چونکہ نبوت و رسالت تکمیل کو پہنچ چکی ہے لہٰذا اب رسالت کے کام اور نور توحید کے اتمام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہج پر کرنے والے لوگ ہی خوش بخت اور بانصیب لوگ قرار پائیں گے۔ تنظیم اسلامی کا قافلہ اپنی منزل مقصود کی جانب اگرچہ کچھوے کی چال ہی سے محو سفر ہے مگر یہ جدوجہد بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم لے چلنے کی خواہش و تمنا سے عبارت ہے۔ چنانچہ تنظیم اسلامی کے رفقاء اپنی خواہش و تمنا کو شعلۂ جوالا بنانے کے لئے مختلف سطحوں پر دعوتی پروگرام مرتب و منعقد کرتے رہتے ہیں۔

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی (لاہور) کے زیر اہتمام ۲۶/ ستمبر بروز ہفتہ چوبرجی کوارٹرز کے کشادہ گراؤنڈ میں جلسۂ عام منعقد ہوا۔ جلسہ کی تشہیر کے لئے سکرین پرنٹنگ کی مزین بینرز' دو رنگ کی خوبصوت طباعت سے آراستہ اشتہارات اور ہزاروں کی تعداد میں ہینڈ بلز "شمع رسالت" کے پروانوں اور نظام خلافت کے دیوانوں میں تقسیم کئے گئے۔ قومی پریس میں "حصہ بقدر جثہ" کے مطابق اشتہارات کے ذریعے اخبار بین طبقے تک جلسہ کے پروگرام کی اطلاع پہنچائی گئی۔ جلسہ گاہ میں امیر حلقہ ڈاکٹر عبدالخالق کی زیر نگرانی تمام انتظامات پایۂ تکمیل کو پہنچانے کیلئے عمران چشتی جیسے "ماہر فن" کی خدمات سے بھرپور فائدہ اٹھایا گیا۔ حلقہ پنجاب غربی اور حلقہ گوجرانوالہ کے ناظم اپنے متحرک ساتھیوں کے ساتھ بطور خاص جلسہ میں شرکت کیلئے تشریف لائے۔ نماز عشاء سے قبل ہی رفقاء و احباب کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا' جس میں نماز عشاء کے بعد بہت تیزی آ گئی۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے جلسہ گاہ کی تمام نشستیں پر ہو چکی تھیں۔ امیر محترم وقت مقررہ سے بھی چند لمحے پہلے جلسہ گاہ میں رونق افروز ہو گئے۔ جلسہ کے باقاعدہ آغاز سے قبل لاؤڈ سپیکر پر ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے قرآنی آیات کے نور سے لوگوں کے قلوب و اذہان کو منور کیا جا رہا تھا۔ فیروز والا سے تعلق رکھنے والے قاری و حافظ جناب محمد الیاس نے اپنی دلآویز آواز کے ذریعے سورۂ صف کی آیات کی تلاوت کا شرف حاصل کیا۔

طے شدہ پروگرام سے چند منٹوں کی تاخیر کے بعد جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کے آغاز کے لئے حلقہ لاہور کے نائب امیر محترم فیاض حکیم کی آواز بطور سٹیج سیکرٹری مائک پر گونج رہی تھی۔ موصوف نے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کو سٹیج پر اپنی مخصوص نشست پر فروکش ہونے کی دعوت دی۔ بعد ازاں مولانا خورشید احمد گنگوہی اور حلقہ جات کے ناظمین اور مقامی امراء کو سٹیج پر رونق افروز ہونے کے لئے کہا گیا۔ تلاوت قرآن حکیم کا فریضہ جناب عارف حسین بھٹی کے فرزند ارجمند نے ادا کیا جبکہ بارگاہِ رسالت میں ہدیہ عقیدت کے لئے مقامی نوجوان مسعود احمد کا انتخاب کیا گیا جنہوں نے "میرا پیمبر عظیم تر ہے" کے عنوان سے اپنی خوبصورت اور مترنم آواز میں نعت رسول مقبول پیش کی۔

نعت کے بعد محترم فیاض حکیم صاحب نے پرجوش

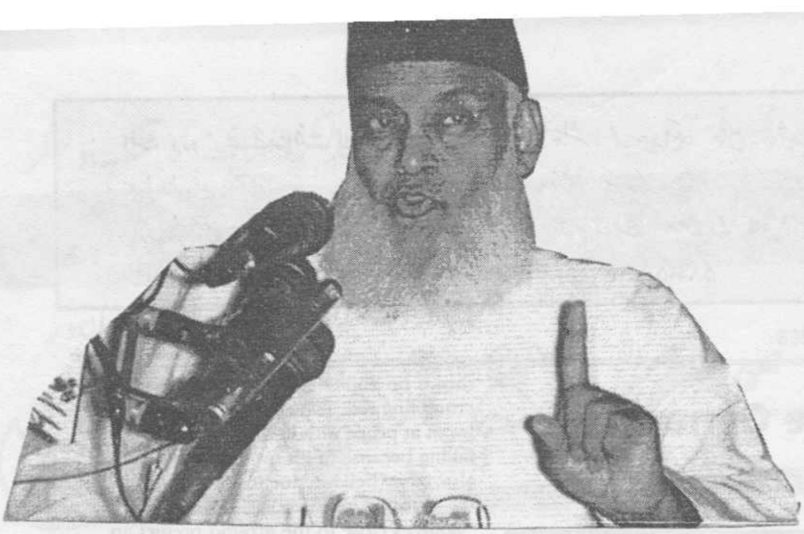

انداز میں موجودہ ظالمانہ نظام کی خرافات اور نظام خلافت کی برکات کے حوالے سے اشعار کے ذریعے شرکاء جلسہ کے دلوں کو گرمایا۔ جس کے بعد مولانا خورشید احمد گنگوہی کو دعوت خطاب دی گئی۔ مولانا کی شخصیت ندائے خلافت کے قارئین کے لئے محتاج تعارف نہیں ہے۔ محترم گنگوہی صاحب کے رشحات قلم سے قارئین بخوبی آگاہ ہیں۔ گنگوہی صاحب نے کہا کہ میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ اور رفقاء تنظیم کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ ڈاکٹر اسرار احمد کا نام عالم اسلام کے چند معروف دانشوروں میں ایک جانا پہچانا اور معروف نام ہے۔ ایسی ہمہ پہلو شخصیت نے مجھے قرآن و سنت اور تاریخ اسلام کی روشنی میں نظام خلافت کی اہمیت کے موضوع پر اپنی معروضات پیش کرنے کو کہا' لہٰذا میں ڈاکٹر صاحب مدظلہ کے حکم کی تعمیل میں حاضر خدمت ہوں۔ مولانا نے کہا کہ حضورؐ کی ذات پر ایک دور ختم ہو جاتا ہے' آپ کی ذات پر ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے جسے ہم ختم نبوت کے نام سے جانتے ہیں۔ ختم نبوت کے بعد خلافت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ چنانچہ ختم نبوت کے بعد ہمیں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ عطا کی گئی ہے۔ مولانا نے کہا کہ جو نبیؐ دو مسلمانوں کو امیر کے تقرر کے بغیر سفر کی اجازت مرحمت نہ فرماتے ہوں' وہ پوری امت کو کس طرح امیرالمومنین کے بغیر چھوڑ سکتے ہیں۔ مولانا نے کہا کہ مسلمانوں کی ادارۂ خلافت کے ساتھ شدید جذباتی وابستگی رہی ہے۔ جب تک خلافت کا ادارہ برقرار و بحال تھا تو پوری امت مسلمہ کا دبدبہ اور ہمہمہ تھا اور پورا یورپ "خلافت اور جہاد" سے لرزہ براندام رہتا تھا۔ خلافت کے زوال کے بعد برصغیر میں مولانا اکبر الہ آبادی' علی برادران' مولانا ابوالکلام آزاد اور علامہ اقبال نے امت کو خلافت کے قیام کی جانب از سرنو متوجہ کیا۔ مولانا نے بتایا کہ ایک موقع پر میں نے جسٹس تقی عثمانی کی موجودگی میں خطاب کے دوران کہا تھا کہ "جس طرح مسلمانوں کے ذمہ نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج کے فرائض ہیں ویسے ہی ادارۂ خلافت کی بحالی بھی امت کا دینی فریضہ ہے' خلافت کے عدم قیام کی وجہ سے پوری اُمت بحیثیت مجموعی گنہگار ہو گی۔ مولانا تقی عثمانی نے میرے اس مؤقف کی بھرپور انداز میں تائید فرمائی۔ مولانا گنگوہی نے کہا کہ قیام خلافت کے بغیر نہ تو ہمارے موجودہ مسائل حل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی امت مسلمہ کے اتحاد کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے۔

مولانا کے خطاب کے بعد مہمان خصوصی امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کو دعوت خطاب دی گئی۔ امیر محترم مدظلہ نے فرمایا کہ تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام لاہور میں طویل عرصے کے بعد جلسہ عام منعقد ہو رہا ہے' آج کے موضوع کا تعارف کراتے ہوئے امیر محترم نے فرمایا کہ آنحضورؐ کے مقصد بعثت کی خصوصی و امتیازی شان پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہے۔ دین حق ایک مکمل نظام زندگی کی حیثیت سے پہلی اور آخری دفعہ آنحضورؐ کی ذات اقدس پر تکمیل پذیر ہوا۔ جبکہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے دیگر ادیان کو مکمل نظام زندگی کی حیثیت سے نازل ہی نہیں کیا گیا تھا۔ اس لئے کہ اس وقت تک انسانی معاشرہ تمدنی اعتبار سے ابھی ابتدائی مراحل میں تھا۔ جب انسانیت نے ارتقاء کا سفر مکمل کر لیا تو اسلام کو دنیا کے واحد' مکمل اور عادلانہ نظام زندگی کی حیثیت سے انسانیت کی صلاح و فلاح کے لئے نازل کر دیا گیا۔ چنانچہ اب اسلام کے نظام کو اختیار کئے بغیر عدل و انصاف کا قیام ممکن نہیں۔

امیر محترم نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ نے انسانی سطح پر جاں گسل جدوجہد کے ذریعے مثالی' اسلامی جمہوری اور فلاحی ریاست قائم کر کے دنیا پر حجت قائم کر دی۔ ایک حقیقی اسلامی فلاحی ریاست انسانوں کی ہی نہیں جانوروں کی بنیادی ضروریات کی فراہمی کی بھی ذمہ دار ہوتی ہے۔ آنحضورؐ نے خلافت کا جو بہترین نظام قائم کیا' جس کسی نے اس نظام عدل و قسط کو دیکھا وہ اس کا دیوانہ ہو گیا۔ عہد خلافت میں خلفاء اپنے تمام کاموں کے حوالے سے عوام الناس کو جواب دہ ہوتے تھے اور انہیں کسی قسم کا خصوصی امتیاز حاصل نہیں تھا جبکہ عوام کے حقوق کو غصب کرنے والے حکمران حفاظتی دستوں کے بغیر سفر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ نظام خلافت میں حکمران بادشاہ نہیں بلکہ قوم کا خادم ہوتا ہے۔ امیر محترم نے فرمایا کہ خلافت کا نظام ہی وہ نظام ہے جس میں ہر قسم کے تعصبات سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبیؐ پر دین کو کامل تو کر دیا اور جزیرہ نمائے عرب کی حد تک آپؐ کی حیات طیبہ میں دین بالفعل قائم و نافذ بھی ہو گیا مگر دین حق کے عالمی غلبہ کا مرحلہ ابھی باقی ہے۔ چنانچہ اس پاکیزہ اور عادلانہ نظام زندگی کو عملاً ہر سطح پر نافذ و غالب کرنے کی جدوجہد میں حصہ لینا ہم سب کی دینی ذمہ داری ہے۔ امیر محترم نے فرمایا کہ مذہبی طبقے کا تصور اسلام اکثر و بیشتر قانون شریعت کے نفاذ تک محدود ہے۔ جاگیرداری اور سرمایہ داری سے پاک اس خالص اسلامی نظام کا قیام جس کی جھلک نوع انسانی نے خلافت راشدہ کے دور میں دیکھی تھی' مذہبی طبقے کی عظیم اکثریت کے پیش نظر ہی نہیں ہے' جبکہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے سامنے اسلام کی عادلانہ تعلیمات تو ہیں مگر انہیں اسلام کے قانون شریعت کی اہمیت سے آگاہی نہیں ہے۔

انہوں نے کہا کہ قوانین شریعت کے نفاذ کے ساتھ ساتھ اسلام کے عادلانہ نظام کا قیام وقت کا اہم ترین تقاضا ہے جسے پورا کرنے کے لئے کم از کم دنیا کے کسی ایک مسلم ملک میں مثالی اسلامی' جمہوری اور فلاحی ریاست قائم کرنا ہو گی۔ جس کے قیام کے لئے دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں جتنی سازگار فضا پاکستان میں دستیاب ہے کسی اور ملک میں نہیں۔ امیر محترم نے جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کی خباثتوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور کہا کہ جاگیردارانہ نظام پر ضرب کاری لگانے کے لئے امام ابو حنیفہ کے فتویٰ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اجتہاد پر عمل کی ضرورت ہے۔

امیر محترم نے تقریباً ڈھائی گھنٹے کے طویل دورانئے پر مشتمل خطاب کیا مگر شرکاء جلسہ کی عظیم اکثریت پوری دلچسپی سے اسلام کے انقلابی تصورات کو حرزِ جان بنا رہی تھی۔ ایک ہزار سے زائد شرکاء نے اس جلسہ میں شرکت کی۔ امیر محترم کے دعائیہ کلمات پر اس جلسہ کا اختتام ہوا تو ۲۶ ستمبر کی تاریخ اپنے آخری سانس گن رہی تھی۔

عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ :

خَيرُكُمْ مَنْ تَعلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

"تم میں بہترین وہ ہے جس نے خود قرآن سیکھا اور اسے دوسروں کو سکھایا"

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷، شمارہ ۳۹
سالانہ زر تعاون ۔/۱۷۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۵۸۶۹۵۰۱-۰۳

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

بلاتبصرہ

impact INTERNATIONAL (LONDON) APRIL 1998

Red carpet for the General

Et tu Jehangir Karamat?

PAKISTAN

IT was 'a very successful visit', General Jehangir Karamat, is reported to have claimed at the end of his visit to Washington last month. Back in Islamabad, a little circumspect but unnamed high placed sources also confirmed the success of the Pakistan army chief of staff's tour, but qualified it with the words 'on the whole'. How did his American hosts look at the General's visit? A top state department official thought compared to other officials, this one was 'extremely useful'. Useful or Successful?

The visit was not only successful, but extraordinary as well, at least from one angle - a five star reception accorded to a four star general from a two star republic. Nothing like that was accorded even to Field Marshal Ayub Khan who the US helped into power in Pakistan and who helped America put down roots, but the US also helped ease him out power after he wrote his political biography, *Friends Not Masters* (Oxford University Press, London, 1967). One doubts whether General Karamat's aides had browsed through at least those sections of the book which describe Ayub Khan's visit to US and his encounters with America.

On the face of it, military routines of General Karamat's visit looked normal: on arrival a full honours guard and a 'Legion of Merit' medal; meeting with his US counterpart, General Dennis Reimers; and visits to Army Training and Doctrine Command; US Forces Command; Special Operations Command in Atlanta, Georgia; Central Command in Tampa, Florida; and Army Command and Staff College at Fort Leavenworth. At Fort Leavenworth, he addressed the officers and was inducted into Hall of Fame.

He was also received at the Pentagon where he spent a busy day meeting the acting secretary of the army as well as defence secretary, William Cohen. The Americans went an extra mile in hospitality when they let him be received not only by deputy assistant secretary of state for South Asia, Inderfurth, but also by the chief, secretary of state Madeleine Albright. Ambassador Thomas Pickering, formerly in Israel, was another state department official who saw General Karamat. The programme was important in that the state department gave him their piece of mind on US perceptions of South, South West and Central Asia, but while doing so the state department had the opportunity to debrief their guest as well.

There was a debriefing session at the Pentagon. There the General was asked to take part in a round-table on future threats to national security. The cryptic ISPR (Inter-Services Public Relations) press release didn't say whose 'national security'. Presumably General Karamat told them about the threat to Pakistan's 'national security' posed by India's occupation of Jammu and Kashmir; brutalisation of the Kashmiri people; its programme of heavy militarisation, covering nuclear, missile and space programmes. That is the popular side of threat perception in Pakistan, and, it can easily be assumed how the Americans both at the Pentagon and state department must have tried to assuage Pakistan's sense of Indian threat. The current line is: forget about Kashmir and we will make you an 'Asian Tiger'.

The question is: *Et tu* Karamat? Did the Pakistan army chief buy this 'line of national defence' to which his prime minister looks already sold out?

The Americans were, on the contrary, quite honest when they described visit as 'extremely useful' and so it should have been from Pakistan's point of view as well - and that would be the real measure of success. However, the extraordinary length to which the Pentagon and state department had gone to humour the Pakistan army chief has raised alarm in Islamabad. For two different set of reasons: right and wrong. One set of alarm seems to have rung in the Nawaz Sharif kitchen.

It is believed that the Pakistan prime minister did not like US inviting General Karamat the way it did, but red carpet reception given to him seems to lend weight to the view that Washington is plotting another change in Pakistan.

From Washington's point of view, Nawaz Sharif has failed to deliver what he was supposed to in lieu of his being allowed a second stint instead of being altogether barred from politics under the country's accountability law. Not that he did not want to, but he has shown no ability to do so. His regime is crumbling fast. Even the kitchen cabinet is not at peace with itself. Nawaz Sharif is failing because of his own ineptitude but also, some believe, due to a little push by the so-called 'sensitive' agencies.

Sources close to the ground predict an escalation in terrorist violence and a collapse of the Sharif regime in three to six months. General Karamat is not expected to retire, but if he does, he will become chairman of joint chiefs of staff. The functions of joint staff is under review and the chairman is expected to be given some real powers. No one is expecting a direct military rule, but the army can, like Turkey, underpin a 'strong national government' that would do the will of Washington.

Few are going to lament the demise of the Sharif government, but the prospect of it being replaced by 'national government' under the aegis of America would represent a more real security threat to Pakistan than by Benazir Bhutto and Nawaz Sharif. It is doubtful, however, such a military-backed set up will find national acceptance and instead of bringing stability, it might add to the existing instability. That might well be the purpose, in the view of those, who believe that Washington is actually interested in bad and not good governance in Pakistan. That would hasten its plans to break up the remaining Pakistan into four subordinate statelets.

Besides the middle level officer corps, the US is believed to have quite a few 'assets' in the upper echelons of the defence and security establishment and those who brought down Benazir Bhutto are equally capable of throwing out Nawaz Sharif. Nawaz Sharif's desire to acquire absolute powers, his attempt to control the higher judiciary and his use of national assembly as a rubber stamp must have alarmed the defence establishment as well. However, it is neither Nawaz Sharif nor the defence establishment, but an outside third force is expected to benefit from such political disorder. Nawaz Sharif has probably begun to sense this and he is now begening to talk 'Islam': restoring the weekly Friday holiday and introducing the Islamic system. He also changed his laid-back Kashmir-speak when he recently went to Azad Kashmir.

But General Karamat owes it to his country to explain in what sense was his visit 'very successful' and what made it 'extremely useful' in the eyes of the Pentagon and the state department.

Ahmad Irfan